مسلسل اشاعت کے چوالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

520

ذی الحجہ، محرم ۱۴۲۹ھ

دسمبر 2008

ماہنامہ الحق

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 100-0001-7

نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17 ☆ مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 1120 - 6

Email: editor_alhaq@yahoo.com

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

جلد نمبر ------ 44
شمارہ نمبر ------ 03
ذی الحجہ/محرم ------ ۱۴۲۹ھ
دسمبر ------ ۲۰۰۸ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

قرآن اکیڈمی لائبریری
19-1-09
136
اکوڑہ خٹک

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں انسانیت موت کے دروازے پر۔ بھارت کا جنگی جنون کس کی ایماء پر؟ مولانا میاں عصمت شاہ کی المناک جدائی۔ مولانا محمد ابراہیم فانی کی مثالی والدہ کی وفات۔ دارالعلوم کے مخلص الحاج عزیز الرحمٰن کی افسوسناک جدائی .... راشد الحق سمیع حقانی ۲
قومی سلامتی پارلیمانی کمیٹی کے اجلاس میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی اہم تجاویز .... ادارہ ۹
حرمین الشریفین میں پینتالیس سال قبل میری پہلی حاضری۔ (۹) مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۰
خوف خدا' احساس جواب دہی اور احوال آخرت .... مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۲۰
دینی مقاصد کیلئے جدید الیکٹرانک میڈیا کا استعمال .... حضرت مولانا زاہد الراشدی ۲۶
سرمایہ دارانہ نظام کا بدترین بحران اس کے اسباب اور حل .... مولانا محمد عیسیٰ منصوری ۳۳
تولید و پیدائش کے جدید طریقے (ٹسٹ ٹیوب بے بی وغیرہ سے متعلقہ مسائل) پروفیسر ڈاکٹر نثار محمد ۴۱
مکتوبات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق" بنام حضرت مولانا حافظ محمد اسرار الحق" ...... مولانا عرفان الحق ۵۱
جذبات غم بوفات والدہ ماجدہ (نظم) .... حافظ محمد ابراہیم فانی ۵۶
افکار و تاثرات (میر غلام رسول۔ مولانا عبدالقیوم حقانی۔ عطاء اللہ شاہ تحسینی' سید رسول شاہ ...... ادارہ ۵۷
دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱
تعارف تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200' بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　راشد الحق سمیع حقانی

غزہ میں اسرائیل کے ہاتھوں انسانیت موت کے دروازے پر

بدقسمت ارض فلسطین (غزہ) ایک بار پھر خون کا خراج ظالم یہودیوں کو دے رہی ہے۔ ۱۵ ردنوں سے جاری فضائی وزمینی حملوں نے ۱۵ لاکھ نفوس پر مشتمل شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک چھ سو سے زائد بے گناہ معصوم شہری اسرائیلی ننگی جارحیت کے شکار ہو گئے ہیں جبکہ ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل نے ٹینکوں کی مدد سے ہزاروں یہودی فوجیوں کو شہر غزہ میں داخل کرا دیا ہے۔ جہاں ان درندوں نے نہتے شہریوں اور معصوم بچوں پر آہن و بارود کی بارش شروع کر دی ہے۔ غزہ کے قتل عام کی تصویریں پوری دنیا اور خصوصاً عالم اسلام ہر لمحے الیکٹرانک میڈیا پر براہ راست دیکھ رہا ہے۔ ایسے ایسے ہولناک مناظر دیکھنے کو مل رہے ہیں کہ اپنے معصوم بھائیوں کی حالتِ زار دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے پاس بجز بے بسی' بے حسی' چند آہوں اور آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں۔ اس بار بھی عالم عرب ہمیشہ کی طرح اپنے بھائیوں کے قتل عام پر مگرمچھ کے آنسو بہا رہا ہے۔ کوئی بھی سنجیدہ اقدام عملاً نہیں اٹھایا جا رہا کہ امریکہ اور اسرائیل کو فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام سے روکیں۔ OIC اور عرب لیگ کی نام نہاد تنظیمیں صرف عربی توپ اور رومال وغیرہ کی نمائندگی و نمائش تک محدود ہیں ۔ مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی یا ان کے اوپر ڈالے گئے مظالم کا سدباب کرانا یا ان کے حقوق کا تحفظ کرانا سرے سے ان کا دردسر ہی نہیں ہے۔ صرف ''تبرکا'' ان کا مسلمانوں سے رشتہ ہے۔ ہر عرب حکمران کو اپنے اقتدار ومفاد ہی سے غرض ہے اور ان کا غایہ صرف کرسی اقتدار کا تحفظ ہے۔ اس نازک موقع پر سارے عربوں میں کوئی مردِ حُر' کوئی مردِ قلندر اور کوئی سلطان صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم موجود نہیں۔ جو اپنے ان مظلوم بھائیوں کی دادرسی اور ان کے آنسو پونچھنے کے لئے میدان میں آئے۔ باقی عالم اسلام کا تو یہاں ذکر کرنا ہی لایعنی بات ہے۔ وہ تو ایک راکھ کے ڈھیر کی مانند ہے کہ جسے بجھے صدیاں بیت چکی ہیں گو کہ عوام اس ڈھیر میں چنگاریوں کی طرح اندر ہی اندر سلگ رہے ہیں لیکن اسلامی ممالک کے حکمران مسلسل اس ڈھیر پر بزدلی' بے حمیتی اور بے حسی کا چھڑکاؤ کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کا ورد بھی بڑے واعظانہ انداز میں اپنے اپنے عوام سے کرتے رہتے ہیں۔

لی ہوش میں آنے کی جو ساقی سے اجازت　　فرمایا خبردار کہ نازک ہے زمانہ

باقی اسرائیل' امریکہ اور برطانیہ کی مکمل آشیرباد لئے ہوئے اس تازہ بربریت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس موقع پر سلامتی

کونسل جو مسلمان ممالک اوراس کی اسلامی تحریکوں کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے لحہ بھر کا وقت ضائع نہیں کرتے' ہمیشہ کی طرح اس بربریت پر بھی خاموش ہے۔ اقوام متحدہ اوراس کی قراردادیں وغیرہ ایک بار پھر گنگ ہیں۔ کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ عالم اسلام اور عالم عرب خصوصاً اس دوہرے معیار اور کردار کی بناء پر احتجاجاً اس سے کنارہ کشی اختیار کرلیں؟ آخروہ کس وقت کا انتظار کررہے ہیں؟ ایک ایک کر کے تو اکثر اسلامی ممالک آگ وخون کے سمندر میں ڈبو دیئے گئے ہیں۔ حمیت' غیرت' شجاعت' خودداری اور استغناء بھی آخر ہمارے ہی آباؤ اجداد کی میراث رہے ہیں۔ بے حسی اور بے شرمی کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر کوئی تو اس ریزہ ریزہ بدن کی مسیحائی کیلئے ہاتھ آگے بڑھائے۔ اگر حکمرانوں کے ہاتھ شل زبانیں گنگ اور آنکھیں اندھی ہیں۔ پھر مسلمان بے حسی اور بزدلی کی ردا اوڑھے اوڑھے تھک بھی چکے ہیں' ان کے زخمی دلوں میں شورِ قیامت کو برداشت کرنے کے حوصلے بھی اب شکست وریخت سے دوچار ہیں۔ پھر آگے سے رحمت ونصرتِ وخداوندی کا باب بھی بوجہ تقدیر یا مسلمانوں کے اعمال بد کی وجہ سے وا نہیں ہے تو پھر مایوسی کی اس زہریلی فضاء میں شاید حقیقی قیامت کی تمنا اور ظہور ہی امت ''مرحومہ'' کے غموں کا مداوا ہوسکتی ہے۔ جگر مراد آبادیؒ نے مسلمانوں کی تباہی' بزدلی' بے حمیتی اور چاروں طرف سے مایوس ہوکر ہی زمانہ حال کی کیا صحیح تصویر کھینچی ہے۔ کس طرف جاؤں؟ کدھر دیکھوں؟ کسے آواز دوں؟ اے ہجوم نامرادی جی بہت گھبرائے ہے

بھارت کا جنگی جنون کس کی ایماء پر؟

گزشتہ ماہ ممبئی میں جو خونی وارداتیں ہوئیں اور جس میں درجنوں بے گناہ افراد کو بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا اس وحشت ناک کاروائی کی نہ صرف پورے عالم اسلام بلکہ خصوصاً پاکستانیوں نے سب سے زیادہ بڑھ کر مذمت کی۔ کیونکہ ہر انسانی جان انتہائی قیمتی متاع ہے اوراسلام ہر انسان کی جان' مال' عزت وآبرو کی بھرپور نہ صرف توقیر کرتا ہے بلکہ اسے ہر طرح کا تحفظ اور تقدس بھی فراہم کرتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے مسلمانوں اور پاکستانیوں کو جان بوجھ کے دہشت گردی کی جانب دھکیلا جارہا ہے۔ ممبئی کی واردات کے فوراً بعد ہی اس کا الزام بھی پاکستان پر تھوپ دیا گیا اور پوری دنیا میں ایک بار پھر یہ واویلا شروع کرادیا گیا کہ پاکستان کی جہادی تنظیموں نے یہ کاروائی کی ہے۔ اگرچہ آج تک کوئی بھی ٹھوس ثبوت پاکستان کو فراہم نہیں کیا گیا اور نہ ہی انٹرپول کے ادارہ کو اس کے ثبوت فراہم کئے گئے ہیں۔ لیکن امریکہ اور برطانیہ بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان پر بھرپور دباؤ اور پریشر بڑھا رہے ہیں کہ متعدد فلاحی سماجی شخصیات اور تنظیموں کے اہم افراد کو بھارت کے حوالے کردیا جائے اوروہ بھی بغیر کسی الزام وثبوت کے۔ اگرچہ پاکستان نے شروع میں کچھ بے سوچے سمجھے اقدامات بھی کئے جس کی پاکستانیوں نے بھرپور مخالفت بھی کی لیکن بھارت کو پھر بھی یہ کاروائیاں منظور نہیں اوروہ جنگ کرانے پر تلا ہوا ہے۔ آخروہ کس کے اشارہ پر پاکستان پر چڑھ دوڑنے کی

کوشش کر رہا ہے؟ دن رات اس کی جنگی تیاریاں اپنے عروج پر پہنچ گئی ہیں اور بھارتی میڈیا جنگ کے شعلوں کو بھڑکانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ ساتھ میں برطانیہ اور امریکہ کا پریس بھی آگ کا تماشہ بھڑکانے کی ہر ممکن مساعی کر رہا ہے اور ادھر بدقسمتی سے پاکستان کی نااہل اور مغربی مفادات سے چمٹی ہوئی حکمران قیادت اس بڑے بحران میں بھی کوئی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہیں۔ اگر اس بار بھی ہندوستان کی دھمکیوں کو سنجیدہ نہیں لیا گیا تو خدانخواستہ حکمرانوں کی نااہلی' بے تدبیری اور بزدلی کے باعث مشرقی پاکستان سے بڑھ کر کوئی حادثہ مستقبل قریب میں رونما ہوسکتا ہے۔ اگر ہماری قیادت انڈیا کی ان گیدڑ بھبکیوں سے ۱۱/۹ کی ایک فون کال کی طرح اس بار بھی سجدہ ریز ہوگئی تو پاکستان کی بقاء کا کیا بنے گا؟ ہم جنگ نہیں چاہتے بلکہ کوئی بھی ذی شعور انسان آج کے دور میں جنگ و جدل کی ہولناکیوں اور اس کی تباہ کاریوں کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ہمارے سامنے عراق اور افغانستان کی مثالیں موجود ہیں اور پھر امریکہ جیسی سپر پاور اور نیٹو جیسی بڑی فوجی تنظیم کی جو درگت اقتصادی اور فوجی لحاظ سے ان دوممالک میں بنی ہے تو اس کا تصور بھی پاکستان اور ہندوستان جیسے کمزور اقتصادی ممالک نہیں کرسکتے۔ دونوں ممالک کو چاہیے کہ وہ آپس کے دیرینہ مسائل مل جل کر حل کرنے کی کوشش کریں اور کشمیر جیسے بنیادی اور چبھتے ہوئے مسئلہ کا فوری حل نکالنے کی کوشش کریں جب تک کہ یہ بنیادی مسئلہ حل نہیں ہوگا دونوں ممالک میں اس قسم کی متوقع جنگیں ہونے کے قوی امکانات موجود رہیں گے۔ بھارت کے ذہن میں برتری اور بالادستی کا جونشہ اٹھ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں اس کا سارا وجود نشے کی کثرت کے باعث ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے۔ پاکستان ایک بھرپور ایٹمی توانائی سے مالا مال ملک ہے۔ اور اس کے ایٹمی میزائل کی ٹیکنالوجی کی صلاحیت بھارت سے بہتر اور اچھی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی ایک ملک نے بھی جنگ کی معمولی سی غلطی کی تو اس کے نتیجہ میں کروڑوں افراد کی تباہی و بربادی کا منظر دیکھنے کو ملے گا۔ بھارت کو اپنی انتہا پسند قوتوں کی سازشوں پر بھی توجہ دینی چاہیے جنہوں نے ماضی قریب میں بابری مسجد کے انہدام' گجرات کے مسلمانوں کی شہادت' سمجھوتہ ایکسپریس جیسے شرمناک واقعات میں ملوث رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارت کو پاکستان کے داخلی مسائل میں بھی داخل اندازی نہیں کرنی چاہیے۔ بلوچستان میں علیحدگی کی تحریک کی تمام سپورٹ انڈیا کر رہا ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں اور خصوصاً صوبہ سرحد میں جاری لڑائی میں اس کے متعدد جاسوس آئے روز پکڑے جارہے ہیں اور ہندوستان کی مختلف سازشیں اور اقتصادی ناکہ بندی کی سازشیں بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ایسی پالیسیوں پر کانگریس کو نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اگر شیشوں کے گھروں میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر مارے جائیں گے تو خود بھی کبھی نہ کبھی زخموں کے گھاؤ سہنے پڑیں گے۔ پاکستانی قیادت اور قوم کو ہندوستانی خطرات کے سامنے اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایمان کی قوت اور جہاد کی برکت نے یوں بھی ساری دنیا کے کفری نظاموں پر لرزہ برپا کر دیا ہے۔

مولانا میاں عصمت شاہ کاکاخیل کی المناک جدائی

کبھی کبھی ایسے حادثوں پر بھی حالات کا جبر لکھنے پر مجبور کردیتا ہے جس کے بارے میں انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ ایسے حادثے بھی اتنی جلدی وقوع پذیر ہوسکتے ہیں۔ انہی دلخراش واقعات میں ہمارے بہت ہی محترم' مہربان' شفیق' رفیق بزرگ اور وفادار دوست حضرت مولانا میاں محمد عصمت شاہ کاکاخیل کا گزشتہ دنوں سانحہ ارتحال ہے۔ مولانا مرحوم پر تعزیتی شذرہ اور کلمات لکھنا ایسا محسوس ہورہا ہے جیسے خود زندگی کا ماتم کیا جائے۔ مولانا جیسی باغ و بہار اور مرنجاں مرنج شخصیت موت کے سایوں سے بظاہر بہت دور محسوس ہوتی تھی۔ آپ تو اوروں کو ہروقت ہنسایا کرتے تھے' لوگوں کے دکھ درد بانٹا کرتے تھے اور آپ کی مجلس اور صحبت میں رہ کر انسان ہر قسم کے پریشانیوں اور رنجشوں سے دور خوشیوں کے نخلستاں میں پہنچ جاتا۔ آپ میں اللہ نے بے پناہ صلاحیتیں پیدا کی تھیں۔ آپ ہردلعزیز شخصیت تھے۔ بچپن میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا میاں مسرت شاہ مرحوم انہیں دارالعلوم حقانیہ لائے اور آپ ہمارے پرانے گھر کی بیٹھک میں سکونت پذیر رہے اور پھر آہستہ آہستہ آپ ہمارے گھر کے ایک اہم فرد بن گئے۔ دارالعلوم حقانیہ سے فراغت کے بعد بھی آپ کبھی اکوڑہ خٹک خاندان حقانی اور جامعہ سے ''فارغ'' نہ ہوئے۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

بلاشبہ اور بلا مبالغہ ہزاروں فضلاء میں آپ ہی وہ واحد شخصیت تھے جس نے مرتے دم تک کبھی بھی اپنے آپ کو دارالعلوم اور ہمارے خاندان سے خود کو جدا نہیں رکھا۔ ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت شیخؒ کے خاندان کا غلام کہا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آخری ملاقات میں بھی حضرت والد صاحب مدظلہ سے اسی سلسلہ میں بہ اصرار کہہ رہے تھے کہ میں وہی پرانا غلام ہوں اور جب تک زندہ ہوں اسی خاندان کی کفش برداری میں زندہ رہوں گا۔ یہ حضرت مولانا کے عشق ومحبت اور عجز و انکسار کی ادنیٰ جھلک تھی' حالانکہ آپ خود انتہائی صاحب ثروت' صاحب جائیداد اور صاحب عزوجاہ تھے۔ بہت بڑے باپ کی امیر وکبیر اولاد تھے لیکن یہاں حقانیہ میں عجز وانکساری کا پیکر ہوا کرتے تھے۔ تواضع اور ملنساری آپ کی بنیادی خصوصیات میں سے تھیں۔ دارالعلوم اور حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ سے عشق اس قدر تھا کہ اس کا بیان کرنا دشوار ہورہا ہے۔ جب بھی دارالعلوم تشریف لاتے تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کیلئے خصوصاً ٹھہرے رہتے کہ مجھے دارالعلوم کی جہری نمازوں میں عجب نشاط ملتا ہے۔ اس کے بعد رات گئے پشاور جاتے۔ اسی طرح کوئی ہفتہ اور کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرا ہوگا ان ساٹھ سالوں میں جس میں آپ دارالعلوم اور حضرت شیخؒ کی زیارت کیلئے نہ آئے ہوں۔ کہتے تھے کہ میری ساری کائنات یہیں اکوڑہ خٹک میں ہے اور مرنے کے بعد بھی ان کی یہ شدید خواہش رہی کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے پہلو میں یا قبرستان کے کسی بھی گوشے میں مجھے قبر کیلئے زمین دی جائے۔ افسوس کہ آپ کے خاندان کے

کچھ افراد کی مرضی یہ تھی کہ آپ اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوں ورنہ دارالعلوم کی طرف سے اپنے اس وفادار فرزند کو دفنانے اور اپنانے کیلئے اسکے بازو کھلے تھے۔ دارالعلوم اور خاندان حقانی کو میاں عصمت شاہ مرحوم کی طرح وفادار شاذ و نادر ہی ملے گا۔

آپ اگر چہ درس و تدریس سے دور رہے لیکن زندگی بھر طلباء اور علماء سے خصوصی شغف اور محبت ان کی نس نس میں رچی بسی تھی۔ آپ کا پشاور میں گھر ہر وقت علماء اور طلباء سے بھرا رہتا۔ دور دراز سے آئے ہوئے علماء مشائخ آپ ہی کے حجرے میں رات کو پشاور میں قیام کرتے۔ خصوصاً حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ اور دیگر اکابرین کا تو اکثر یہ معمول ہوتا کہ ایک رات کم سے کم انکے ہاں ضرور گزارتے۔ میاں صاحب مرحوم کا دسترخوان سارے حلقہ میں معروف تھا۔ برق رفتار مہمان نوازی آپ کا خصوصی شعار تھا۔ سخاوت اور ایثار کے جتنے بھی فن و ہنر آپ کو آتے تھے وہ سب آپ مہمانوں پر لٹاتے تھے۔ خود بھی نہایت خوش خوراک، خوش لباس، خوش رو، خوش شکل تھے اور نظافت و طہارت اور چاق و چوبند رہنا آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ ہر مجلس اور ہمارے خاندان اور مدرسہ کے پروگراموں میں آپ ایک دولہے کی مانند شرکت کرتے۔ خوبصورت لمبی شیروانی، کھسّے اور لمبا عمامہ سرخ و سفید چہرے اور سفید داڑھی پر عجب نکھار پیدا کرتا تھا۔ ع ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے؟

مرنے کے بعد بھی آپ کے چہرے پر ہشاشیت، تازگی اور وضع داری کا بانکپن موجود رہا اور زندگی کی تابناکیوں کا عکس آپ کے چہرے پر مسکرا رہا تھا۔

میاں صاحب مرحوم کے سفر آخرت کی روانگی اور خوش قسمتی پر رشک آتا ہے۔ آپ عرفہ کی رات مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد حسب معمول گھر تشریف لائے اور کچھ معاملات پر گھر والوں سے بات چیت کی اور سو گئے کیونکہ تہجد کے نوافل پڑھنا آپ کے معمولات میں سے تھا لیکن ایک بجے کے لگ بھگ آپکی طبیعت اچانک بگڑی، قریبی ہسپتال بچوں نے پہنچایا لیکن آپ ہسپتال پہنچنے سے پہلے پہلے ہی اس افضل ترین رات میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔

آپکے بڑے فرزند میاں حمایت شاہ نے راقم کو ایک عجیب انکشاف سے آگاہ کیا کہ جب ہم ہسپتال سے میاں صاحب کی نعش گھر واپس لائے تو میں اور میری بڑی بہن ڈاکٹر صاحبہ نے آپ کی نعش کو چارپائی پر ڈالا تو ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ آپ کے سینے سے اللہ کی پکار کی آواز آئی، دوبارہ میری بہن نے آپ کی نبض کو ٹٹولا لیکن آپ کی روح تو گھنٹوں پہلے پرواز کر گئی تھی۔ یہ بھی آپ کی ایک انوکھی اور تعجب خیز اللہ سے عشق و محبت کی کرامت تھی۔ پھر صبح عرفہ (حج) کے دن تین بجے دوپہر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی عین اس وقت جب عرفات میں خطبہ حج شروع ہوا۔ اور آخری تدفین اس وقت ہوئی جب عرفات میں وقوف شروع ہو گیا تھا۔ ۹ رذی الحجہ کی مبارک رات اور حج کا مبارک دن آپ کے حصے میں آنا ایک بہت بڑی خوش قسمتی اور بشارت کی علامت ہے۔ یہ علماء سے والہانہ عشق اور دارالعلوم حقانیہ سے وابستگی کا ایک بہترین انعام آپ کے رب نے آپکو دیا۔ آپ کا جنازہ والد محترم حضرت مولانا سمیع الحق

صاحب مدظلہ نے پڑھایا۔ اسکے علاوہ صوبہ سرحد کے نامور علماء‘ سیاستدان‘ زعماء‘ مشاہیر اور قابل احترام شخصیات نے ہزاروں کی تعداد میں آپکے جنازہ میں شرکت کی۔ ادارہ ’الحق‘ دارالعلوم‘ خاندان حقانی میاں صاحب کی جدائی پر تعزیت کا مستحق ہے۔ ؎ دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے وہ جارہا ہے کوئی شب غم گزار کے

حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی کی مثالی والدہ کی وفات

یہ مہینہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے وابستگان کے لئے کافی بھاری ثابت ہوا۔ دارالعلوم کے بہت سے مخلصین اس جہان فانی سے جہان باقی کی طرف کوچ کرگئے۔ اسی بچھڑنے والے قافلہ کی ایک شریک کارواں دارالعلوم حقانیہ کے صدر مدرس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبیؒ کی اہلیہ اور دارالعلوم کے جید اور متعدد صلاحیتوں کے حامل استاد محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی کی والدہ بھی تھیں جو طویل علالت کے بعد ۱۷ردسمبر ۲۰۰۸ بروز بدھ انتقال فرماگئیں۔ دارالعلوم میں تعزیتی اجلاس کے موقع پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے مرحومہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بجا صحیح فرمایا کہ مرحومہ نہ صرف مولانا ابراہیم فانی کی والدہ تھیں بلکہ وہ تمام دارالعلوم حقانیہ کے طلباء کی والدہ کی مانند تھیں۔ دارالعلوم کے ابتدائی تعلیمی ترقی اور عروج میں حضرت مولانا عبدالحلیم زروبی کا ناقابل فراموش کردار رہا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے آپ انتہائی وفادار اور بااعتماد ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ خود بھی علم و متانت اور تقویٰ کے پہاڑ تھے اسی طرح آپ کی زوجہ مرحومہ بھی تقویٰ وطہارت میں آپ کے ہم پلہ تھیں۔ زندگی بھر مرحومہ نے قرآن سے ایسا شغف رکھا کہ اس کی مثالیں قریبی زمانہ میں ڈھونڈنے سے کم ملتی ہیں۔ جب صحت اچھی تھی تو صرف دو دن میں پورا قرآن پاک کا ختم آپ کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ ہزاروں‘ لاکھوں کی تعداد میں وظائف کے معمولات بھی انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال لیتا ہے۔ نوافل وعبادات اور تہجد کا اہتمام بھی حضرات صحابہ کی مانند تھا۔ کمزور صحت اور آخری عمر میں آنکھوں سے بینائی سے محرومی کے باوجود ان کے معمولات میں کچھ فرق نہیں آیا۔ آپ نے ایک مثالی مومنہ ماں کا کردار ادا کیا۔ اپنے بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کی۔ آپ کو بھی اپنے عظیم شوہر اور ہونہار بیٹے کی طرح اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ سے بہت زیادہ لگاؤ اور عقیدت تھی۔ ہروقت دارالعلوم اور ہمارے خاندان کیلئے آپ دعاگو رہتیں۔ جب راقم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو آپ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ کیونکہ ہماری مرحومہ والدہ سے آپ کو خصوصی شغف اور محبت تھی۔ دو دن بعد فانی صاحب نے مجھے بتایا کہ میری والدہ نے ستر ہزار سے زائد مرتبہ کلمہ طیبہ کا وظیفہ تمہاری والدہ کے ایصال ثواب کیلئے پڑھ کر بخش دیا ہے۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور دعاؤں کی درخواست کی تو کچھ دن بعد یہ خوشگوار انکشاف ہوا کہ میرے لئے بھی مرحومہ نے یہ وظیفہ پڑھ کر بخش دیا ہے۔ یہ آپ کی شفقت اور محبت کی اعلیٰ مثال ہے۔ اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد میں نے ہمیشہ انہیں اپنی والدہ کی مانند پایا۔ آپ کی وفات کے بعد دوبارہ ایسا محسوس ہوا کہ ایک بار پھر والدہ کی شفیق دعاؤں سے یہ بے سہارا محروم ہوگیا ہے۔ ہر ماں عظیم

اور نایاب ہوتی ہے اوران کی جدائی سے جو خلاء انسانی زندگی میں پیدا ہوتا ہے وہ کبھی بھی پُر نہیں ہوتا اور پھر ایسی عابدہ‘ زاہدہ اور قناعت پسند اور صفات رابعہ بصری جیسی متصف ماں کا مرنا اور جدا ہونا بہت بڑے رنج ودکھ کی بات ہے۔

ادارہ مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب اوران کے برادران سمیت اس موقع پر دلی تعزیت کرتا ہے بلکہ ادارہ اور راقم خود بھی تعزیت کا مستحق ہے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے　　　سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے۔

دارالعلوم کے انتہائی مخلص الحاج عزیز الرحمٰن کی افسوسناک جدائی

دارالعلوم حقانیہ اور صوبہ سرحد کے تمام اکثر دینی اداروں اور معاہد کے انتہائی مخلص اور غریب اور نادر طلباء کے معاون خصوصی علم دوست‘ کتاب دوست جناب الحاج عزیز الرحمٰن بھی خالق حقیقی سے جاملے۔ مرحوم دو تین ماہ سے کینسر کے جان لیوا مرض کے شکار ہوگئے تھے۔ صاحب ثروت خاندان کے بڑے اور بزرگ تھے‘ دنیا کے کئی ڈاکٹروں اور بیرون ملک علاج بھی کیا لیکن اجل کے سامنے طبیبوں کی ساری چارہ گری ناکام ثابت ہوئی اور عیدالاضحیٰ کے مبارک دن صبح آپ انتقال فرماگئے۔ میاں عصمت شاہ مرحوم اور جناب الحاج عزیز الرحمٰن کے سانحہ ارتحالات نے دارالعلوم کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ الحاج عزیز الرحمٰن عجیب بابرکت شخصیت کے مالک تھے۔ بہت بڑے کاروباری گروپ کے آپ سرپرست تھے۔ کئی کارخانے اور بڑے بزنس کے آپ مالک تھے لیکن جب بھی آپ گفتگو کرتے تو علماء وطلباء اور کتاب اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو درپیش مسائل پر گفتگو ہوتی۔ تحریک طالبان افغانستان کے آپ بہت بڑے سپورٹر اور معاون تھے۔ بعد میں سقوط کابل کے بعد سالوں آپ پر اس حادثہ کا اثر رہا۔ ہر مدرسہ اور ہر دینی درسگاہ میں مستحق طلباء میں بڑی تعداد سے درسی کتابیں بہ شمول صحاح ستہ تقسیم کرتے تھے۔ علماء ومشائخ کیلئے کپڑے‘ مسواک‘ جوتے اور دیگر ضروریات کی بنیادی چیزیں بھی آپ اکثر وبیشتر بھجوایا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے شوریٰ کے آپ اہم ممبر تھے۔ آپ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی تھی کہ جب بھی آپ گاڑی میں کہیں جاتے یا دارالعلوم وغیرہ آتے تو اپنی گاڑی کھانے میں کھانا تیار کروا کر رکھ دیا ہوتا اور خود میزبان کے گھر میں آپ میزبان بن کر کھلاتے۔ آپکی وفات سے دینی مدارس کے طلباء اور علماء ایک بڑے مخلص‘ معاون اور ایک بے لوث انسان سے محروم ہوگئے ہیں۔ آپکے والد ماجد جناب حاجی مطیع الرحمٰن ” بھی اپنے وقت کے بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ اور حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے خصوصی عقیدت مندوں میں آپکا شمار ہوتا تھا۔ یہی ورثہ محبت وعقیدت آپکے فرزند جناب الحاج عزیز الرحمٰن میں آخری دم تک موجود رہا۔ اور زندگی بھر دارالعلوم حقانیہ سے تعلق اور وابستگی قائم رکھی۔ دارالعلوم میں آپکے رفع درجات کیلئے خصوصی دعاؤں اور ختمات کا اہتمام کیا گیا۔ ادارہ انکے فرزندوں اور پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

ادارہ

قومی سلامتی پارلیمانی کمیٹی کے اہم اجلاس میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے دس نکاتی تجاویز

پارلیمنٹ نے ملک میں بیرونی تسلط جارحیت اور خارجہ پالیسی کے بارہ میں اپنے ان کیمرہ اجلاس میں ایک اعلیٰ سطحی مشترکہ پارلیمانی کمیٹی قائم کی جو بند اجلاس کے اختتامی فیصلوں کے بارہ میں قرارداد مرتب کرے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد سینٹر مولانا سمیع الحق نے دس نکاتی تجاویز پیش کیں کہ ان کی روشنی میں قرارداد مرتب کی جائے۔ ذیل میں وہ نکات دیئے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

---

(۱) یہ ساری صورتحال امریکہ کے ساتھ اس کی جنگ میں کھڑے ہونے اور اس کا ساتھ دینے سے پیدا ہوئی ہے جب تک اس پالیسی پر نظرثانی کر کے مسلمانوں کے خلاف اس عالمی کولیشن سے ہم الگ نہیں ہوں گے اس صورتحال میں تبدیلی نہیں بلکہ مزید شدت آئے گی۔ اور اس آگ کی لپیٹ میں پورا ملک آجائے گا۔ حکومت پرویز مشرف کی جاری کردہ پالیسیوں کو تبدیل کرے۔ (۲) پاکستان کی ساورنٹی میں مداخلت اور اس کی سرحدات کی پامالی اور پاکستان علاقوں پر بمباری اور جارحیت کی شدت سے مذمت کی جائے اور پارلیمنٹ اس کو کنڈم کرتے ہوئے آئندہ ایسا نہ کرنے کا مطالبہ کیا کرے۔ (۳) اس سے قبل پرویز مشرف کے جو معاہدے بیرونی طاقتوں بالخصوص ٹیررازم کے سلسلہ میں ہوئے اس کو سامنے لایا جائے اور اس پر نظرثانی کی جائے۔

(۴) دہشت گردی کی تمام شکلیں اس خرابی کی آڑ میں چل رہی ہیں جب تک پاکستان امریکہ کا حلیف اور معاون رہے گا یہ دہشت گردی کی شکل میں پھیلتی چلی جائے گی۔ (۵) دہشت گردی کی بعض شکلیں بھارت اسرائیل اور بعض دیگر خارجی طاقتوں کی پیدا کردہ ہیں اس کی نشاندہی ہونی چاہیے اور اس کے تمام راستے بند کرنے چاہئیں۔

(۶) پاکستان اپنے علاقوں سوات باجوڑ فاٹا اور دیگر علاقوں میں جاری فوجی آپریشن فی الفور بند کرے۔

(۷) مزاحمت کاروں کے ساتھ فوری طور پر غیر مشروط ڈائیلاگ کا سلسلہ شروع کیا جائے اس میں سرحد کے سرکردہ علماء بااثر شخصیات، حکومتی ذمہ دار افراد اور فوج کی موثر شخصیات شامل کی جائیں اور اگر مناسب ہو تو اس کیلئے سعودی عرب کے حرمین الشریفین کے ائمہ کرام خطیب اور ممتاز علماء سے بھی مدد لی جائے۔ اور ساری توجہ سیاسی حل نکالنے پر دی جائے۔ (۸) قرارداد میں طالبان کی اصطلاح ہرگز استعمال نہ کی جائے کہ اس طرح یہ آگ پورے پاکستان میں پھیلنے کا اندیشہ ہے اسی طرح دہشت گردی کی بجائے مزاحمت کاروں کا لفظ استعمال کیا جائے۔

(۹) مذاکرات سے پہلے ہتھیار ڈالنا ناقابل عمل ہے۔ اگر ممکن ہو تو اس سارے حالات کے اصل سرچشمہ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کے ساتھ ڈائیلاگ مکالمہ اور مذاکرات کا راستہ نکالا جائے۔ (۱۰) بلوچستان کے مسئلہ پر مستقل توجہ دی جائے اور اس کے فوری حل کے راستے نکالے جائیں۔ سینیٹر سمیع الحق رکن پارلیمانی کمیٹی

قسط نمبر (۹) رشحات قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

مدینہ اور صاحب مدینہ "صلی اللہ علیہ وسلم" سے اولیاء امت کی والہانہ وابستگی

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد وہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اب قارئین کی خواہش اور اصرار پر ان میں مفید اضافے بھی کچھ کئے جا رہے ہیں۔ [(مولانا) سمیع الحق]

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے والد ماجد:

بھکر پنجاب کے ایک جید عالم اور بزرگ شخصیت مولانا عبداللہ صاحب نے اکابر دیوبند کی بارگاہ رسالت سے وابستگی اور عقیدت کے کچھ روشن اور چمکتے دمکتے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے جسے جاری موضوع کی مناسبت سے مولانا موصوف کے شکریہ کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کے والد ماجد حضرت سید حبیب اللہؒ نہایت پاکباز بزرگ تھے' اس زمانہ کے مشہور بزرگ مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی' رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے' اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی' اور بارگاہ رسالت کا عشق رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ شیخ کا وصال ہوا تو آپ کو بے پناہ صدمہ

ہوا۔ ہر وقت بے چین رہتے' اپنے وطن ہندوستان سے دل اچاٹ ہوگیا اور ہجرت کرنے کے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ حضرت مدنیؒ ۱۳۱۶ھ میں دارالعلوم دیوبند میں علوم دینیہ کی تکمیل کر کے فارغ ہوئے تو آپ کے والد حضرت سید حبیب اللہؒ نے ہجرت کی تیاری مکمل کرلی اور اپنے خاندان سمیت ترک وطن کر کے دیار حبیب میں جا آباد ہوئے۔ حضرت مدنیؒ نے آپ کا کچھ نعتیہ کلام بھی ''نقش حیات'' میں نقل کیا ہے جس کا ایک ایک لفظ عشق نبویؐ میں ڈوبا ہوا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

اے بہار باغ رضواں کوئے تو — بلبل سدرہ اسیر ہوئے تو
سجدہ ریزاں آمدہ سویت حبیب — اے ہزاراں کعبہ در ابروئے تو
اے رسول عربی آپ کی فرقت کے قتیل — پل محشر سے سبک پار اتر جاتے ہیں
سر رہے یا نہ رہے پر رہے سو دا سر میں — عشق احمد کا خدایا یہی ہم چاہتے ہیں
اس حبیب دل خستہ پر نظر ہوجائے — دردمندوں کی دوا آپ کئے جاتے ہیں

زن وفرزند میں خود بھی دل و جان بھی سبھی تجھ پر
تصدق یا نبی اللہ تو محبوب یگانہ ہے
بصارت تیز کرتی ہے حبیب اس کوچہ کی مٹی
دل و جان خانماں سب بیچ وہ سرمہ لگاتا ہے

شیخ الاسلام مولانا مدنی اور مدینہ طیبہ:

حضرت مدنیؒ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کے ارشاد کے مطابق مسجد نبوی اور پُر انوار فضاؤں میں تدریس کا آغاز کیا۔ آپ کا حلقہ درس بہت جلدی مقبول ہوگیا اور ممالک اسلامیہ کے طلباء آپ کے پاس کھینچے کھنچے آنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کو شیخ الحرمین کے بلند خطاب سے یاد کیا جانے لگا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ آپ نے ۱۸ برس حرم نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیٹھ کر اور خود صاحب کتاب وسنت (جناب رسول اللہ ﷺ) کے پاس اور ان کے زیر نظر رہ کر درس کتاب وسنت دیا۔ جس سے مشرق ومغرب کے ہزار ہا عوام وخواص اور علماء وفضلاء مستفید ہوئے اور حجاز وشام' مصر وعراق اور ترک وتاتار وغیرہ تک آپ کے کمالات کا شہرہ پہنچ گیا۔ قیام مدینہ کی انتہا اس پر ہوئی کہ آپ حضرت شیخ الہند کی اسارت مالٹا کے موقع پر اپنے استاد کی معیت میں پانچ برس اسارت خانہ میں رہے' گویا حرم نبوی کے اشارہ پر حرم شیخ میں مکرر داخل ہوئے۔

تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت گنگوہیؒ کی ہدایات کے مطابق پوری مستعدی اور ہمت سے ذکروشغل بھی جاری رکھا اور مدینہ کی مقدس وادیوں میں سلوک وطریقت کی مشکل ترین گھاٹیاں بھی عبور کرڈالیں۔ روزانہ بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پیش کرکے وہیں مسجد شریف میں ہی ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے۔ بدن میں غیراختیاری حرکت پیدا ہوجاتی تو اٹھ کر جنگل میں تشریف لے جاتے' کبھی مسجد الاجابہ کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں بیٹھ کر اللہ کے نام کی ضربیں لگاتے اور کبھی کسی دوسری وادی میں جاکر اوراد وظائف پورے کرتے' اللہ تعالیٰ کی یاد اور جناب رسول اللہ ﷺ کے عشق ومحبت کی برکت سے مبشرات اور رؤیا صالحہ کا سلسلہ شروع ہوا تو معاملہ یہاں تک پہنچا کہ بلاحجاب زیارت اور ''وعلیکم السلام یا ولدی'' کے مبارک جواب سے سرفراز ہوئے۔

ایک دن آپ اردو شعروں کی کتاب پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سامنے یہ مصرعہ آیا۔

ع　ہاں اے حبیب رخ سے ہٹادو نقاب کو' یہ آپ کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ روضہ اطہر کے قریب پہنچ کر صلوٰۃ وسلام کے بعد نہایت بیقراری کے عالم میں یہ مصرعہ پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو ایسی بیداری میں نظر آیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں' آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے' اور بہت چمک رہا ہے۔ (ملخصاً نقش حیات جلد اول ص ۹۲)

مشہور عالم اور بزرگ مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی مرحوم نے بیان فرمایا کہ ایک بار زیارت بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربار رسالت میں حاضری ہوئی تو مدینہ طیبہ کے دوران قیام مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سنا کہ امسال روضہ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھا تو دربار رسالت سے ''وعلیکم السلام یا ولدی'' کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔ اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا' مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا کہ یہ سعادت ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی تھی' دل تڑپ اٹھا اور اسی ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تاکہ اس محبوب بارگاہ رسالت کی زیارت سے مشرف ہوسکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کرلوں' تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنیؒ کا فرزند ارجمند ہے۔ گھر پہنچا ملاقات کی۔ تنہائی پاکر اپنی طلب وجستجو کا راز بتایا۔ ابتداءً خاموشی اختیار کی۔ لیکن اصرار کے بعد کہا کہ ''بیشک جو آپ نے سنا وہ صحیح ہے'' یہ نوجوان تھے مولانا حسین احمد مدنی (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۴۹)

آپ آخری بار ۱۳۷۷ھ میں جب زیارت بیت اللہ شریف وزیارت روضۃ النبی ﷺ کے لئے تشریف لے گئے تو محمدی جہاز میں آپ نے ایک تقریر فرمائی جس کا ایک ایک جملہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے عشق ومحبت سے لبریز ہے' اس تقریر میں دربار رسالت میں حاضری کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز وانکسار اختیار کرو۔ جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف

پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے۔اس راہ عشق کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں' اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے:

وَ لَوۡ اَنَّھُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَھُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ وَ اسۡتَغۡفَرَ لَھُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ تمام امت کے لئے رحمت ہیں۔آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو' یارسول اللہ ہم حاضر ہوئے ہیں ہمارے لئے ح کی قبولیت کی دعا فرمائیے۔شفاعت فرمائیے۔پھر جناب باری سبحانہ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تا کہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔ (ارشادات ص ۱۰۲)

اپنے ایک مرید کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں' بارگاہ نبوت سے استفادہ کرنا سوء ادب کیوں ہوگا؟ بارگاہ میں حاضر ہوکر بعد ادائے صیغ صلوٰۃ وسلام مذکورہ درود شریف کی کثرت بصیغہ خطاب زیادہ مفید ہے۔اس کے علاوہ استفادہ کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مراقبہ ذات الٰہیہ میں مشغول رہیں جو کچھ فیوض پہنچنے والے ہیں وہ پہونچیں گے' اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں' حاضری روضہ مبارک کے وقت میں آنحضرت علیہ السلام کی روح پُرفتوح کو وہاں جلوہ افروز' سننے والی' جاننے والی غایت جمال وجلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے اور جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے جو لوگ مقصر آداب وسنن ہوں ان کی تحقیر وتوہین کی طرف خیال نہ کیا جائے۔اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلاضرورت شدیدہ توجہ کی جائے' فضول باتوں اور لوگوں کی مجالس میں بلاضرورت حاضری سے گریز کیا جائے اوقات کو درود شریف' ذکر' مراقبہ' قرات قرآن' نوافل سے معمور رکھا جائے۔(ارشادات ص ۸۵)

حضرت مدنیؒ جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق اپنے اکابر کے نظریات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے یہ جملہ حضرات ذات حضور پُرنور علیہ الصلوۃ والسلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوتی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی' ان سب میں آپ کی ذات پاک اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں' غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیاں ہے' یہی معنی **لولاک لما خلقت الافلاک** اور **اول ما خلق اللہ نوری** اور **انا نبی الانبیاء** وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب ص ۴۷)

یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو باوجود افضل الخلائق وخاتم النبیینؐ ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں' یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی' نبوت ہو یا رسالت

صدیقیت ہو یا شہادت' سخاوت ہو یا شجاعت' علم ہو یا مروت' قوت ہو یا وقار' وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ اولاً بالذات آپ کی ذات والاصفات جناب باری عزوشانہ کی جانب سے متصف کی گئی اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا (الشہاب الثاقب ص ۵۴)

ایک مرتبہ درس بخاری میں ارشاد فرمایا کہ ایک حاجی صاحب مدینہ منورہ پہونچے اور یہ کہہ دیا کہ مدینہ منورہ کا دہی کھٹا ہوتا ہے' رات کو جناب رسول اللہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ جب مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو آپ یہاں کیوں تشریف لائے' یہاں سے چلے جاؤ' یہ صاحب جب بیدار ہوئے تو بہت گھبرائے' لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے کہ اب کیا کروں' کسی صاحب نے فرمایا کہ حضرت حمزہؓ کے مزار پر جا کر دعا کرو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرمائے' چنانچہ یہ صاحب حضرت حمزہؓ کے مزار پر گئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں' رات کو حضرت حمزہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا' مدینہ منورہ سے چلے جاؤ ورنہ ایمان کا خطرہ ہے' اسکے بعد حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا' مدینہ منورہ کی چیزوں میں ہرگز عیب نہ نکالنا چاہیے' بلکہ وہاں کی مصیبتوں کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیے' مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام کرنا چاہیے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اسکو ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہیے۔ (انفاس قدسیہ ص ۲۵۹)

ختم بخاری شریف کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ اصلاح نفس کیلئے اشتغال بالحدیث سب سے اقرب ذریعہ ہے اور اس کے بعد فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مشاہدہ بیان فرمایا کہ شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے مزار مقدس (زادھا اللہ شرفا) پر حاضر ہو کر مشاہدہ کیا کہ جو لوگ اشتغال بالحدیث رکھنے والے ہیں۔ ان کے قلب اور آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک تک نورانی دھاگوں کا سلسلہ جاری ہے (انفاس قدسیہ ۲۴۹)

حضرت رائے پوریؒ

شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ حج کو تشریف لے گئے تو مکہ شریف سے مدینہ طیبہ کو جاتے ہوئے آخری منزل پر بدو سے کہہ دیا کہ جب وہ جگہ آئے جہاں سے گنبد خضرا نظر آتا ہے تو فوراً بتادے' اس نے بتادیا' وہاں سے اتر کر پیدل چلتے رہے' رفقاء کو پہلے ہی تاکید فرمادی تھی کہ درود شریف کی کثرت رکھیں' خاموش رہیں اور بہت ادب واحترام کے ساتھ حاضری دیں ۔(سوانح حضرت رائے پوریؒ ص ۲۲۰)

آپ کبھی کبھی ذوق اور محبت سے نعتیہ کلام سنا کرتے تھے' کوئی پنجابی زبان کا شاعر بھی آجاتا تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی تعریف میں کلام سنانے کا حکم ہوتا' بعض اشعار سے آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور دیر تک طبیعت پر اثر رہتا' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی طرف منسوب قصیدہ اکثر پڑھوا کر سنا جس کا مطلع ہے۔ (یہ قصیدہ نعتیہ دراصل نواب غازی الدین خان المتخلص بہ نظام کا ہے جو حضرت سلطان المشائخ" سے غلط طور پر منسوب ہو چکا ہے۔)

صبا بسوئے مدینہ ردکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگرد شاہ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں
دلم زندہ شد از وصال محمدؐ
جہاں روشن است از جمال محمد

مرض وفات میں مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی اور بعض اوقات بلند آواز سے رونے لگتے' مولانا محمد صاحب انوری عمرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے' حضرت سے رخصت ہونے کے لئے آئے' مدینہ طیبہ کا ذکر ہوا تو حضرت دھاڑیں مار کر روئے' مولانا محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''میں نے کبھی حضرت اقدس کو اس سے بلند آواز سے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا'' بابو عبدالعزیز صاحب آئے تو ان سے فرمایا دیکھو یہ مدینہ جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت کی چیخیں نکل گئیں (سوانح حضرت رائے پوری'' ص ۲۲۱)

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم کا سینہ مبارک نور و معرفت کا گنجینہ تھا' صحابہؓ نے آپ کی صحبت' محبت کے ساتھ کی' اس محبت کی خاصیت ظاہر ہوئی اور جتنی جتنی کسی کی محبت تھی اسی قدر حضور ﷺ کے سینہ مبارک کی دولت اس محب کے سینہ میں آ گئی پھر صحابہ کی صحبت تابعین نے اٹھائی اور تابعین کی تبع تابعین نے' اسی طرح حضور ﷺ کا وہی نور یقین و معرفت سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا' پھر اس سے آگے مشائخ کے سلسلے چلے۔ (سوانح حضرت رائے پوری ص ۳۰۰)

حضرت لاہوریؒ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے متعلق آپ کے صاحبزادے و جانشین اور جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا کہ انگریزوں نے حضرت کو دہلی سے گرفتار کر کے مختلف جیلوں میں رکھا اور آخر میں لاہور میں پابند ضمانت کیا۔ آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد میں درس قرآن شروع کیا تو بعض لوگوں نے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کا گستاخ اور بے ادب مشہور کر دیا۔ اور آپ کو شہید کر دینے کی سازش کی۔ مشہور نشانہ باز بابو رحمت اللہ مرحوم کو تیار کیا گیا کہ حضرت رات کو جب مسجد سے مکان کو اکیلے جاتے ہیں' اس وقت آپ کو شہید کر دیا جائے۔ بابو رحمت اللہ صبح کے درس میں آئے کہ اچھی طرح دیکھ لوں تاکہ رات کو مغالطہ نہ ہو۔ اتفاق سے حضرت ''سردار دو جہاں ﷺ کی شان بیان فرما رہے تھے' انداز ایسا انوکھا اور عاشقانہ تھا کہ وہ سن کر حضرت کے گرویدہ ہو گئے' اپنے ارادہ سے توبہ کی اور اپنے ساتھیوں کو جا کر کہا کہ تم لوگ مجھ سے ایسے شخص کو قتل کروانا چاہتے ہو جو سچا عاشق رسولؐ ہے' میں نے تو آپ حضور اقدس ﷺ کی جو تعریف سنی وہ اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی تھی'' ان لوگوں کے سروں پر شیطان سوار تھا وہ نہ مانے تو بابو صاحب نے کہا کہ جو حضرت کو شہید کرے گا وہ پہلے میرا سر اتارے گا پھر حضرت تک پہنچے گا۔

بارگاہ رسالت سے آپ کے لگاؤ اور عشق کو علامہ انور صابری نے اپنے اس شعر میں خوب ادا کیا ہے۔

تو رہا لاہور میں اور دل مدینے میں رہا
بن کے اِک موتی محمدؐ کے خزینے میں رہا

حضرت کی حیات میں فیض باغ لاہور کے عبدالقادر راج نے خواب میں دیکھا کہ آنجناب ﷺ خدام الدین کے دفتر میں تشریف فرما ہیں اور حضرت لاہوری آپ کے سامنے دوزانو بیٹھے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے ایک ساتھی کو پیش کیا جو مسلک کے بارے میں ان سے جھگڑا کرتا تھا اور دریافت کیا کہ امت کے موجودہ فرقوں میں سے کون سا فرقہ حق پر ہے۔ آنجناب ﷺ نے حضرت لاہوری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں حق ہے۔ (خدام الدین' ۲۳ فروری ۱۹۶۳ء)

<u>حضرت امیر شریعتؒ:</u>

۱۹۲۷ء میں جب لاہور ہائی کورٹ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی توہین سے لبریز کتاب کے ناشر راجپال کو چھوڑ دیا تو مسلمانوں میں اضطراب اور ہیجان پیدا ہوا۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور آپ کے رفقاء لاہور میں اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے بیٹھے اور مسلمان عوام بھی انہی حضرات سے تحفظ ناموس رسالت کی امیدیں وابستہ کئے ہوئے جوق در جوق نشست گاہ کے سامنے اکٹھے ہو گئے' مشاورت میں غور و فکر اور بحث و استدلال نے طول پکڑا' اور سہ پہر ہو گئی' حضرت امیر شریعتؒ اٹھے اور دوسرے کمرہ میں جا کر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دیر تک سجدہ میں رہے۔ جب سجدہ سے اٹھے تو ان کی آنکھیں اشکبار تھیں' اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔ **اللھم صلی علی محمد وعلیٰ ال محمد کماصیلت علی ابراھیم وعلی 'ال ابراھیم .** آپ پھر مجلس میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ ''آج ہمارا طریق کار صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ہر مصلحت سے آنکھیں بند کر کے ناموس رسول ﷺ کے لئے ہر وہ اقدام کیا جائے جس کی ضرورت ہو'' سب نے آپ کے ارشاد کو تسلیم کیا اور فیصلہ ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر جلسہ کی فوری منادی کرادی جائے' حکومت نے فوراً جلسہ کی ممانعت کر دی اور دفعہ ۱۴۴ نافذ ہو گیا' رات کو احاطہ عبدالرحیم میں جلسہ ہوا' حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے صدارت کی' حضرت امیر شریعت نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

اے مسلمانانِ لاہور! آج جناب رسول اللہ ﷺ کی آبرو تمہارے شہر کے ہر ہر دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ آج ناموس محمدی کی حفاظت کا سوال درپیش ہے اور یہ سانحہ سقوط بغداد سے بھی زیادہ غمناک ہے' زوال بغداد سے ایک سلطنت پارہ پارہ ہو گئی تھی مگر توہین رسول اللہ ﷺ کے سانحہ سے آسمانوں کی بادشاہت متزلزل ہو رہی ہے (شاہ جی ص ۱۱۴)

''آج آپ لوگ جناب فخر رسل رسول عربی ﷺ کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے

ہیں۔ جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے، آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرض خطر میں ہے، جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ آج مفتی محمد کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور ام المؤمنین خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں، ارے دیکھو تو! ام المؤمنین عائشہؓ دروازے پر کھڑی نہیں؟ (یہ سن کر حاضرین میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المومنین کی کیا وقعت ہے۔ آج ام المؤمنین عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ وہی جنہیں رسول اللہ (ﷺ) حمیرا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جنہوں نے سید عالم (ﷺ) کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں ہے۔ یاد رکھو جس دن یہ موت آئے گی، پیام حیات لے کر آئے گی۔ (زمیندار۔ ۷ رجولائی ۱۹۲۷)

مشہور ادیب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ''اس روز پانی اور آگ سے یعنی سرد آہوں اور گرم آنسوؤں کے ملاپ سے ان کی تقریر ڈھل رہی تھی۔''

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ اسی ایک رات میں ہزاروں مسلمانوں نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گرفتاریاں پیش کیں اور پردہ نشین خواتین نے اپنے بچے حضرت امیر شریعتؒ کے قدموں میں ڈال دیئے تھے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر قربان کردو۔

حضرت امیر شریعتؒ خود بھی گرفتار ہو کر جیل بھیج دیئے گئے۔ آپ کی گرفتاری سے تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کر لی اور گورنمنٹ برطانیہ کو مجبور ہو کر داعیان مذاہب کی عزت کی حفاظت کا قانون بنانا پڑا۔

حضرت امیر شریعتؒ کی مجاہدانہ اور عاشقانہ تقریروں سے جن مسلمانوں کے دلوں میں جناب رسالت ماب ﷺ کے عشق و محبت کی آگ بھڑکی تھی، ان میں سے تین سرفروشوں نے راجپال پر یکے بعد دیگرے حملے کیئے۔ خدا بخش اور عبدالعزیز کے وار خطا گئے اور یہ سعادت غازی علم الدین شہید کے حصہ میں آئی کہ اس کے ہاتھ سے راجپال جہنم رسید ہوا اور علم الدین نے تختہ دار پر لٹک کر گوہر مقصود کو پالیا، اس کی موت آئی اور حیات جاوداں کا پیغام لے کر آئی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تقسیم ملک کے بعد حضرت امیر شریعتؒ سیاسیات سے الگ ہوکر جناب رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت پر ہی کمر بستہ ہو گئے۔ ملک بھر کے دورے کئے اور ناموس رسولؐ کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بے شمار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور ہزاروں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اسی زمانہ کی بات ہے کہ حضرت حافظ الحدیث' مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ مدینہ طیبہ گئے وہاں خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی' حضور ﷺ نے آپ کو حضرت امیر شریعت کے نام سلام اور اپنے کام پر لگے رہنے کا پیغام دیا تھا۔ آپ کے اس دور کے چند خطابت پارے ملاحظہ فرمایئے۔ ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے جو شخص اس ردا کو چوری کرے گا' جی نہیں' چوری کا حوصلہ کرے گا ' میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا۔ مَیں میاں (حضور ﷺ کو آپ بعض اوقات جوش محبت میں میاں کہا کرتے تھے) کے سوا کسی کا نہیں۔ نہ اپنا نہ پرایا' میں انہی کا ہوں' وہی میرے ہیں۔ جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کے آراستہ کیا ہو۔ میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر' اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں' لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔ (چٹان سالنامہ ۶۲ء)

آج مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں صدیقؓ پیدا کرو۔ آج محمد عربی کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج محمد عربی ﷺ کی آبرو پر کمینے اور ذلیل قسم کے انسان حملہ آور ہیں۔ یاد رکھو! محمدؐ ہے تو خدا ہے۔ محمدؐ ہے تو قرآن ہے' محمدؐ ہے تو دین ہے' محمدؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں (خطبات امیر شریعتؒ ص ۱۰۸)

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والی کسی تحریر کو دیکھ نہیں سکتے' ہم یقیناً ہر اس اخبار کو جلائیں گے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے گا' ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ حضور اقدس کا ہر دشمن ہمارا بدترین دشمن ہے۔ (خطبات امیر شریعتؒ ص ۱۰۲)

میری گردن تو آج بھی تحفظ ناموس مصطفیٰ کی خاطر پھانسی لگنے کو تڑپتی ہے' میں تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ تم حضور ﷺ کی آبرو کی حفاظت کرو تو میں تمہارے کتے بھی پالنے کو تیار ہوں اور اگر تم نے حضورؐ سے بغاوت کی تو پھر میں تمہارا باغی ہو۔ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہوں۔ (خطبات امیر شریعتؒ ص ۱۲۳)

آپ کی عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی خطابت ہی سے متاثر ہوکر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کہا تھا۔

کانوں میں گونجتے ہیں نجاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

علامہ اقبالؒ مرحوم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ''شاہ جی اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں''

۱۹۲۱ء میں جب تحریک خلافت شباب پر تھی اور انگریزوں کے خلاف جہاد آزادی میں بھرپور حصہ لینے کی وجہ

سے حضرت امیر شریعتؒ کو تین سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا تو علامہ اقبال مرحوم نے آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا تھا:

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر — کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام وقفس سے بہرہ مند
شہپر زاغ و زغن دربند قید وصید نیست — ایں سعادت قسمت شہباز و شاہیں کردہ اند

حضرت امیر شریعتؒ کے چند نعتیہ اشعار بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

لولاک ذرۂ زجہان محمدؐ است — سبحان من یراہ چہ شان محمدؐ است
سیپارۂ کلام الٰہی خدا گواہ! — آں ہم عبارتے ززبان محمدؐ است
نازد بنام پاک محمد کلام پاک — نازم بآں کلام کہ جان محمدؐ است
توحید را کہ نقطۂ پرکار دین ماست — دانی! کہ نکتہ زبیان محمدؐ است
سرّ قضاء وقدر ہمین است اے ندیم — پیکان امر حق زکمان محمدؐ است

آپ اپنی تقریروں میں سردار دو عالم ﷺ کے شاعر حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر مزے لے کر پڑھا کرتے تھے اور اپنے مجموعہ کلام ''سواطع الالہام'' کو ان ہی شعروں کے توسط سے ان کی روح کے نام منسوب کیا ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النسآء
خلقت مبرّا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشآء

یارسول اللہ! میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر قسم کے عیبوں سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا کہ جیسے آپ نے چاہا ایسے ہی آپ پیدا کیے گئے۔

یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

(جاری ہے)

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔

editor_alhaq@yahoo.com

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خوف خدا' احساس جوابدہی اور احوال آخرت

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الكريم فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم .

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى الماوىٰ (آیت ۲۶ سورۃ النزعٰت)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے' پس جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

مخدوم کائنات: محترم حضرات۔ اللہ جل جلالہ نے یہ دنیا اور اس میں یہ تمام کائنات آسمان' زمین' دریا' پہاڑ' مختلف انواع واقسام کی غذائیں غرض ہر چیز انسان کے لئے پیدا فرمائی۔ یہ انسان کے خادم اور انسان ان کا مخدوم ہے' زندگی کے مراحل میں ان نعمتوں میں تمام حلال و جائز اشیاء کو انسان اپنے فائدہ کے لئے استعمال کر سکتا ہے' لیکن ان کو تخلیق انسانیت کا مقصد سمجھنا نہیں بلکہ انسانوں کو عالم وجود میں لانے کی غرض خود پیدا کرنے والے یعنی اللہ نے متعین کر دیا کہ میں نے انسان و جنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ جن عبادات و مامورات کو کرنے کا حکم دیا ان پر عمل کرنا اور جہاں گناہوں سے احتراز کا حکم دیا ان سے بچنا ہے' یہ تو ہر ذی عقل و شعور جانتا ہے کہ کوئی انسان فاتر العقل کیوں نہ ہو کوئی حرکت اور کام بغیر کسی مقصد نہیں کرتا وہ الگ بات ہے کہ کسی کا مقصد شریعت کے مطابق اور کسی کی غرض بے دینی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا' جب انسان جس کی عقل و دانش کوتاہ ہو وہ بھی بغیر کسی خاص مقصد کے کوئی کام نہیں کرتا تو وہ ذات بالا و برتر جو تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے اس کے بارہ میں یہ رائے کیسے قائم کی جاسکتی ہے کہ اس نے اس وسیع وعریض عالم اور تخلیق انسانیت بلا غرض کی ہو۔ ارشاد ربانی ہے: افحسبتم انما خلقنا كم عبثا وانكم الينا لاترجعون ترجمہ: کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس واپس نہ آؤ گے۔

غرض تخلیق: بدقسمتی سے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارا اس دنیا میں آنا امر اتفاقی اور بلا مقصد نہیں۔ غرض کی تعیین بھی پیدا کرنے والے نے خود کر دی اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اس دار فانی میں ہر کئے ہوئے عمل کے لئے ایک مقررہ روز اللہ کے حضور پیش ہو کر جواب بھی دینا ہے۔ اپنی ایک ایک حرکت کے حساب کو بیباک کر کے نجات و فلاح کا حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس کامل و مکمل عقیدہ پر ایمان لاتے ہوئے پھر بھی صبح و شام گناہوں کی دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں۔ نہ قرآن و حدیث کے واضح احکامات کی فکر اور نہ واعظ و ناصح کی وعظ و نصیحت کا کوئی اثر۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف

انسان نہیں بلکہ ہر مخلوق کو اپنی عبادت و طاعت کے لئے پیدا فرمایا۔ سورج' چاند' زمین' آسمان' پہاڑ' دریا و سمندر وغیرہ ہر ایک کو رب العزت کی طرف سے اپنی اپنی ڈیوٹی و ذمہ داری سونپ دی گئی' بلا چوں و چرا اپنی ڈیوٹی کو سرانجام دینا ہر مخلوق کی عبادت ہے' جبکہ انسان جس کو اللہ نے اشرف المخلوقات کا مقام و درجہ دے کر تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر بنانے کے بعد اسکی خدمت پر مامور کر دی گئی۔

<u>اشرف المخلوقات کے فضائل اور ذمہ داریاں:</u> یہ انسانی مخلوق جس کے ساتھ اللہ کی خصوصی محبت تھی اسی محبت ہی کا نتیجہ دیکھئے کہ اسے خلیفہ اللہ فی الارض اور ولقد کرمنا بنی آدم کے مناصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔ جب انسان کو عظمت و فضیلت کا اتنا بڑا درجہ دیا گیا' تو اب اس کو جو ڈیوٹی دی گئی' وہ بھی اور مخلوقات کے ذمہ لگائی گئی' ذمہ داریوں سے اعلیٰ ارفع' انوکھی اور بہتر ہونی چاہیے' بے شمار ایسے کمالات و صلاحیتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مالا مال فرمایا دیگر مخلوقات ان سے محروم ہیں۔

<u>جواب دہی کا احساس:</u> رب کائنات کے ان خصوصی انعامات اور امتیازی نوازشات کا تقاضا اور فرض منصبی یہ ہونا چاہیے کہ جو ڈیوٹی مالک الملک نے انسان کے ذمہ لگائی ہے بلا کسی حیل و حجت کے اسکی ادائیگی میں مصروف رہ کر ہر وقت دل میں یہ خوف مستحضر رہے کہ میرے ہر قول و فعل کا ایک دن آقا و مالک کی خدمت میں جب پیشی ہوگی جواب دینا ہوگا' اور یہ تب ہوگا جب انسان ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے مطابق کرے اور نفس کی خواہشات کو اللہ کے احکامات کے مقابلہ میں کچل کر اپنے خواہشات کو اللہ کی خواہشات کے تابع کر دے' اسی نفس کے کچلنے کا نام بالفاظ دیگر عبادت و اطاعت ربانی ہے' جس کے لئے مالک کل نے اولاد آدم کو اس دنیا میں بھیجا لیکن شرط یہ ہے کہ تمام عبادات اخلاص سے کی جائیں کیونکہ اخلاص کے بغیر عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے جسد بلا روح' نہ ان کو صحیح و حقیقی عبادات میں شمار کیا جا سکتا ہے اور نہ اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ ملتا ہے۔

<u>انسان اور حیوان میں امتیازی فرق</u> اب انسان کا مقام بھی تمام مخلوقات میں افضل' اشرف تو مقصد پیدائش بھی دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں اعلیٰ ارفع' پیدائش انسانی کا غرض زیادہ کھانا و کمانا اور اقتدار کا حاصل کرنا نہیں ورنہ اس قسم کے کئی اغراض پر ہم سے زیادہ بہائم و جانور عمل پیرا ہیں۔ جانور بھی کھاتے ہیں اور ہم سے زیادہ کھاتے ہیں' انسان جیسے عظیم چیز پر ایسے معمولی اور حقیر مقصد کا مرتب کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔ عزت و اقتدار کے مقصد بنانے کی بھی کوئی حیثیت و وقعت نہیں اس کا فائدہ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ آپ کو اوروں سے اچھا اور بالا سمجھیں یہ سوچ اور تصور بھی خیالی اور وہم کی حد تک ہے' یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان تمہیں اچھا اور بہتر سمجھے تو دوسرے کے تصور میں ارباب مال و اقتدار کو بہتر سمجھنا یا نہ سمجھنا بھی ایک بے بنیاد چیز ہے' پھر سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ یہ دنیاوی مقاصد عارضی ہیں' یہ قبر میں ساتھ دیتے ہیں اور نہ روز محشر' نہ اس سے آگے اس سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ اصل مقصد پیدائش عبادت

ہے جو دنیا میں بھی ساتھ دے گی۔ قبر' روز محشر کا بھی ساتھی اور جنت تک پہونچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔ دنیا کو احادیث میں کھیتی کا نام دیا گیا۔

جیسا تخم ویسا پھل: اس کھیتی میں مقصد حیات جو کہ عبادت ہے اگر اسی کا بیج بویا تو اللہ کے حضور پیشی کے موقع پر بہترین اور خوشنما صورت میں یہی عبادات پیش ہوں گی اگر مالک کے بتائے ہوئے مقصد سے روگردانی ہو تو برے اعمال بدترین شکل میں پیش ہو کر بربادی اور خسران کا باعث بن جائیں گے' ارشاد نبویؐ ہے "الدنیا مزرعۃ الاخرۃ" اس دنیا جس کے لئے ہم لوگ دین وایمان بیچنے کے لئے تیار رہتے ہیں اگر آخرت نہ ہوتی تو نہ دنیا ہوتی اور نہ دنیا کی کوئی قیمت۔ دنیا میں جیسے یہ ناممکن ہے کہ کیکر کا تخم بو کر اس سے آم وسیب پیدا ہونے کی توقع رکھنے والے کو دیوانہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی اس کھیتی میں گناہوں کا تخم بو کر جنت حاصل کرنے کی توقع رکھنے والا بھی عقل وشعور سے بالکل عاری وخالی سمجھا جائے گا۔ اس دار العمل کے تمام نیک اور پاکیزہ اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں' فرمان باری تعالیٰ ہے: **الیہ یصعدا الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ** (سورۃ فاطر)

ترجمہ: اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور وہی (ذات پاک جل جلالہ) عمل صالح کو بلند فرماتے ہیں۔

دنیا دار العمل ہے: آخرت میں ان عبادات پر عمل کرنے کو جو کچھ ملے گا وہ تو اکثر وبیشتر علماء وخطباء سے سنتے رہتے ہیں' قرآن مجید اور احادیث مقدسہ کے ذخیرے ان ثمرات کے حصول سے بھرے پڑے ہیں مگر اسکے علاوہ دنیا میں بھی عمل صالح اور ایمان کی بدولت اللہ تعالیٰ بڑی بڑی نعمتوں اور اعزازات سے اپنے اس بندے کو نوازتا رہتا ہے' بدعمل کرنے والے آخرت میں اپنی سزا اور نیکوکار لوگوں کے انعامات کو دیکھ کر حسرت کرتے ہوئے چیخ کر رب کو پکاریں گے **وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحاً غیر الذی کنا نعمل** (سورۃ فاطر)

ترجمہ: برے عمل کرنے والے دوزخ میں شور مچاتے ہوئے کہیں گے' اے رب ہمیں اس (عذاب) سے نکال دے۔ ہم دنیا میں ابھی تک جو عمل کرتے رہے وہ چھوڑ کر نیک عمل کر کے آئیں گے ان کی آرزو تو یہ ہوگی مگر اب اس تمنا کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ دنیا جو کہ دار العمل تھا اور اب جزا وسزا ملنے کا عالم ہے' اسکے بعد تو اب عمل کرنے کا دور ختم ہوا۔ ان کے چیخنے اور چلانے کا اب نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ شنوائی ہوگی۔ اسی خواہش وارمان کی حالت میں ان کو ابدی عذاب کو بھگتنا ہوگا۔

احوال آخرت: اللہ کے حضور حاضری کے موقع پر تو حالت دنیا کے احوال سے مختلف ہوگی' یہاں کوئی بیماری' آفت اور عذاب آنے پر ایک آدمی اپنے کسی رشتہ دار' باپ' بیٹے اور دوست وغیرہ کو اپنی مدد اور تکلیف سے بچانے کے لئے بلا لیتا ہے مگر روز محشر تو وہ حالت ہوگی جس کا بیان مالک الملک نے ان کلمات میں فرمایا ہے۔ **یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امری منھم یومئذٍ شان یغنیہ.** ترجمہ: "قیامت کے دن بھائی

بھائی سے بیٹا باپ سے اور ماں سے' خاوند بیوی اور اولاد سے متنفر ہو کر دور بھاگے گا۔''

ہر ایک اپنے اپنے مصائب و پریشانیوں میں ایسا گرفتار ہوگا کہ دوسرے کی نہ فکر اور نہ یاد رہے گی۔ کسی کا عذاب کے خوف سے پورا بدن پسینے میں ڈوبا ہوگا کسی کا ناف اور گھٹنے تک کسی کا ایڑیوں تک۔ یہ صورتحال عمل کی کیفیت کے مطابق ہوگی۔ دنیا کے تمام رشتوں کا دارومدار نفع' طمع اور ذاتی مفادات پر قائم ہے' اگر کسی کی ذات سے فائدہ اور چیز کی توقع نہ رہے' پھر آپ اگر تلاش کریں کہ آپ کے کتنے رشتہ دار' اعزہ واقارب حقیقی اور صحیح معنوں میں آپ کے رشتہ دار ہیں ہر ایک دور رہنے کی تگ ودو میں رہتا ہے' اکثر و بیشتر رشتہ وتعلق سے بھی انکاری ہو جاتا ہے' دنیا میں ان رشتہ داریوں کیلئے کیا جتن اختیار کر کے بے پناہ مشکلات برداشت کرنے کو بھی عافیت وراحت سمجھا جاتا ہے۔ نہ نماز کا خیال نہ قرآن اور احکامات الٰہی کی فکر' مگر جب یہی محنت و مشقت جھیلنے والا دنیا سے رخصت ہوا' چند دن رسمی غم وفراق پر رونے دھونے کے بعد سب رشتہ دار نہ صرف یہ کہ ذکر تک چھوڑ دیتے ہیں بلکہ بے وفائی کی اس حد تک پہونچ جاتے ہیں کہ مغفرۃ کی دعا کرنا بھی ترک کر دیتے ہیں۔

عالم برزخ کی بے چارگیاں: اب آگے عالم برزخ کا مرحلہ جب شروع ہو جاتا ہے۔ رشتہ ناطے رکھنے والوں کی تعاون اور عذاب قبر سے بچانے میں ان عزیزوں کا عمل دخل بالکل محال ہے بلکہ وہاں صرف وہ اعمال بچا سکیں گے جن کو اعمال حسنہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' جن سے یہ مرنے والے دنیا میں غافل رہ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کی خوشنودی کی خاطر اپنے عیش وآرام کو چھوڑنے کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کی ناراضگی سے بھی غافل اور بے پرواہ رہتا' اب قیامت کے تمام رشتے ختم ہو کر جن اعمال حسنہ سے انسان غافل رہا' وہی ساتھ جا کر کام آئیں گے' اسلامی احکامات تو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اس دنیا میں رہ کر اور سب سے تعلق قائم رکھ کر خدائی احکامات کی پابندی کرو۔ سب رشتوں اور تعلقات کو اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق قائم ودائم رکھنے کے ساتھ ساتھ حقیقی تعلق ورشتہ اپنے خالق سے قائم رہے' نہ ترک دنیا اور رہبانیت کی اجازت ہے کہ بیوی واولاد واقارب سے فرار اختیار کر کے ایک غار میں بیٹھنے کے بعد صرف عبادات میں مصروف رہے' اور نہ یہ رویہ اختیار کیا جائے کہ سیم وزر' اولاد و بیوی اور دنیا کے محبت میں اتنا ڈوب جائے کہ خدا سے غافل ہو جاؤ مسلمان اور غیر مسلم میں یہی فرق ہے' کہ مسلمان کے دل میں ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی عارضی اور جلد ختم ہونیوالی ہے' میرے ہر عمل کا ایک روز خدا کے سامنے حاضر ہو کر صفائی پیش کرنی ہوگی۔

فکر امتحان واحتساب: دنیا کی مثال آپ حضرات کے سامنے ہے تعلیمی اداروں میں ذہین اور عقل مند بچوں کو ہر وقت فکر رہتی ہے کہ مجھے ایک مقررہ وقت پر ممتحن کے سامنے پیش ہو کر اپنے تمام سال اور گزرے ہوئے دنوں کی کارکردگی کا جواب دینا ہے اسی خوف واحساس سے دن رات کو بے چین رہ کر اپنے اسباق واعمال کو درست کرنے کی

فکر میں منہمک رہتا ہے کہ امتحان کے موقع پر ذلت و ناکامی کے داغ اور دھبے سے محفوظ رہوں جبکہ دنیا کے امتحان اور ذلت و ناکامی قیامت کے امتحان اور ذلت و ناکامی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا میں رہنے والے وہ لوگ جو قیامت کے صبر آزما روز اللہ کے حضور پیشی سے بے پرواہ ہو کر دنیا کو کافروں کی طرح سب کچھ سمجھا ہوا ایسے لوگ روز قیامت اللہ کے توجہ سے محروم رہیں گے۔

بوڑھے زانی، جھوٹے بادشاہ اور بھوکے متکبر کی سزا: سید الرسل صلعم کا فرمان عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ثلاثة لایکلمھم اللہ یوم القیام وفی روایتہ ولا ینظر الیھم ولھم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل متکبر. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ حضور ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام نہیں کریں گے اور نہ ان کی تعریف فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ ان کی طرف رحمت وشفقت کی نظر سے دیکھیں گے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ زناکار جو بوڑھا ہو دوسرا بادشاہ بھی ہو اور جھوٹا بھی ہو تیسرا وہ شخص جو غربت وافلاس کے باوجود متکبر بھی ہو۔

حدیث میں جن تین گناہوں کا ذکر ہے وہ ہر حال میں جس عمر کا مسلمان ہو اس کے لئے ارتکاب کرنا مذموم حرام اور موجب عذاب ہیں لیکن یہاں ان تینوں کے عمر اور کیفیت کے پیش نظر ان معاصی کی سنگینی کئی گنا بڑھ جاتی ہے، سزا کی سخت ہونے کی وجہ ان شاء اللہ پھر کسی موقع پر عرض کردوں گا۔ یہاں حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان کے دل و دماغ سے روز محشر اپنے ہر قول و فعل کی جوابدہی کا خوف ختم ہو جاتا ہے تو پھر یہی انسان روحانی طور سے مسخ ہو کر حیوان سے بھی بدتر مخلوق کی صورت میں پھر نہ اپنے عمر کی رعایت اور نہ اپنے کیفیت سے شرماتا ہے۔ نفس امارہ بالسوء جس پٹری پر ڈالنا چاہے اسی پر گامزن ہو کر دردناک عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔

خوف خدا کے ثمرات: اگر خوف خدا دل میں ہو تو رب کائنات اسی خوف کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے والے اس مومن کو اذیت ناک عذاب سے نکال دینے کا حکم فرما دیتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے۔

وعن انسؓ عن النبی ﷺ قال یقول اللہ جل ذکرہ اخرجو من النار من ذکرنی یوماً اوخافنی فی مقام (رواہ الترمذی) ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ اور جس کا ذکر بہت عظمت والا ہے (فرشتوں سے) فرمائے گا کہ اس شخص کو جہنم سے نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھ کو یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو''

مجھ سے ڈرنے کا مطلب یہ کہ اس کے دل میں خوف ہو کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے میرے اس سے برے عمل کا جواب دینا ہوگا۔ خدا کے سامنے اور آخرت کے ڈر سے نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ مسلمان کو جہنم کی بڑی سے

بڑی آگ بجھا دے گا۔ اللہ کے سامنے کا مطلب یہ کہ آدمی کو ہر وقت یہ خوف رہے کہ اللہ میرے شہ رگ سے بھی مجھ سے زیادہ قریب ہے۔ وہ مجھے اور میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے' آخرت میں تمام عمل نامے پیش کر کے ذرے ذرے کا میرا محاسبہ ہوگا۔

آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی آگ بجھا دے گا: امام احمد نے حضرت حازمؓ سے روایت نقل کیا کہ حضور کے خدمت میں جبرئیل امین ایک موقع پر تشریف لائے' وہاں ایک مسلمان اللہ کے خوف سے رو رہا تھا حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ کے سامنے حاضری کے موقع روز قیامت انسان کا سارے اعمال کا تو وزن ہوگا مگر اللہ کے سامنے پیش ہونے اور آخرت کے محاسبے کے ڈر سے رونا ایسا عمل اور اللہ کو محبوب فعل ہے کہ اسے تولا نہ جائے گا۔ بلکہ اس رونے والے کے آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی بڑی سی بڑی آگ کو بجھا دے گا۔ اللہ کے خوف سے رونے پر کتنا بڑا انعام مل رہا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہم مسلمان اس سے غافل اور اس طرف توجہ نہ دے کر گناہوں کے دلدل میں دھنسے کے ساتھ اپنی دنیا و آخرت کو خوار کرنے کے بھی درپے ہیں اور ہمیں اس تباہی و بربادی کا احساس تک نہیں ہو رہا ہے۔ حالانکہ عمل کتنا آسان کارگر اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہنا کتنا عظیم کرم۔ اس فانی دنیا کے عارضی اور جلد ختم ہونے والے نقصان پر تو ہمارے آنکھوں سے آنسوؤں کے سمندر جاری ہو جاتے ہیں مگر نہ ختم ہونے والے عالم آخرت کے لازوال اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والی تباہی اور بربادی پر آنکھوں سے قطرہ آب نکلنا بھی ہم پر بار گراں بن جاتا ہے۔ جو اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل اور مومن کے نجات کا ذریعہ ہے۔

خوف خدا کے آنسو: ایک اور مقام پر رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عن عبداله ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من عبدمؤمن يخرج من عنيه دموع وان كان مثل رإس الذباب من خشية الله ثم يصيب شيأ من حروجهه الاحرمه الله على النار .

(رواہ ابن ماجہ) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود حضورؐ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ بندہ مومن جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف میں آنسو نکلیں اگر چہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں اور پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے خوبصورت چہرہ پر پہونچیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے گا۔"

محترم حاضرین خوف خدا ہی وہ اہم گر اور ذریعہ ہے جسے مومن ہر لحظہ ملحوظ خاطر رکھ کر گناہوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اب نماز کا وقت ہو رہا ہے' ان شاء اللہ آئندہ ہفتے آسمان رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرامؓ جن میں بعض کو زندگی میں ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے اور صلحائے امت نے اپنی زندگیاں خوف خدا سے بھرپور انداز میں گزاریں کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

اللہ مجھے اور آپ سب کو حقیقی معنوں میں خوف خدا سے معمور و منور زندگیاں نصیب فرمادیں۔ آمین۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی

دینی مقاصد کیلئے جدید الیکٹرانک میڈیا کا استعمال

مختلف اخبارات میں اے پی پی کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی ہے کہ گزشتہ دنوں مکہ مکرمہ میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سربراہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی کی زیر صدارت منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے ٹی وی چینل کے اجراء کا اصولی فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ اوراس کے انتظامات کی تیاری ہورہی ہے۔

دینی مقصد کیلئے ٹی وی چینل کی ضرورت ایک عرصہ سے اس پس منظر میں محسوس کی جارہی ہے کہ یہ آج کے دور میں ابلاغ کا سب سے موثر اور وسیع ذریعہ ہے اور مسلمانوں اور مغرب کے درمیان نظریاتی اور تہذیبی کشمکش میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مسلسل استعمال ہونے والا سب سے زیادہ موثر اور خوفناک ہتھیار ہے جس کے ذریعے اسلام کے عقائد واحکام کے خلاف نفرت انگیز مہم دن بدن وسیع ہوتی جارہی ہے اور مسلمانوں بالخصوص دینی حلقوں کی کردار کشی کی جارہی ہے' ظاہر بات ہے کہ ہتھیار کا جواب ہتھیار سے ہی دیا جاسکتا ہے اور جنگ کا مسلمہ اصول ہے کہ دشمن کے پاس جو ہتھیار موجود ہو' اس سے زیادہ موثر ہتھیار حاصل کرنا یا کم ازکم اس درجے کا ہتھیار مہیا کرنا ضروری ہوتا ہے' ورنہ مقابلہ مشکل ہوجاتا ہے۔

چند سال قبل ہم نے بھی '' ورلڈ اسلامک فورم'' کے تحت اس کے لئے کوشش کی تھی کہ اسلام کی دعوت وتبلیغ اور تحفظ ودفاع کے لئے عالمی سطح پر کوئی ٹی وی چینل قائم کیا جائے' اس مقصد کیلئے ہم نے لندن میں متعدد سیمنار منعقد کئے اور مولانا محمد عیسی منصوری' مولانا مفتی برکت اللہ اور راقم الحروف نے متعدد دیگر علماء کرام کے ساتھ مل کر اس کے لئے لابنگ کی' باقاعدہ اس کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کرائی اور مسلسل مہم چلائی' مگر ہم وسائل اور انتظامات کے تقاضے پورے نہ کرسکنے کی وجہ سے اس میں کامیاب نہ ہوئے' اس لئے اب اگر مولانا عبدالحفیظ مکی اور ان کے رفقاء اس کی کوشش کررہے ہیں تو ہمیں اس پر بے حد خوشی ہے اور ہم انکی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

جن دنوں ہم '' ورلڈ اسلامک فورم'' کے تحت اس کے لئے کوشش کررہے تھے تو بہت سے دوستوں نے ٹی وی کے جواز اور عدم جواز کے حوالہ سے سوال اٹھایا تھا مگر اس وقت ہم نے یہ عرض کیا کہ جہاں اجتماعی ضروریات کی بات ہو اور خاص طور پر حالت جنگ کا مرحلہ ہو تو ضروریات کا ایک مرحلہ ایسا بھی آتا ہے جہاں فقہائے کرام '' الضرورات تبیح المحظورات '' کے اصول کے تحت جواز اور عدم جواز سے چشم پوشی کرلیتے ہیں جس کی ایک واضح مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ اسلام نے جہاد وقتال اور جنگ کے جو اصول وضوابط اور احکام وقواعد وضع کئے ہیں اور جناب نبی اکرم ﷺ

نے اس سلسلہ میں جو واضح ہدایات دی ہیں' ان کی رو سے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا کوئی جواز نہیں بنتا اور بالا تفریق پوری آبادی کو تہس نہس کر دینے والے یہ ہتھیار اسلام کے اصول جنگ سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتے' لیکن چونکہ یہ ہتھیار دشمن کے پاس موجود ہے اور ان سے بچاؤ کے لئے ہمارے پاس بھی اس قسم کے ہتھیاروں کی موجودگی ضروری ہے' اس لئے پوری دنیائے اسلام جواز اور عدم جواز کی بحث میں پڑے بغیر ایٹمی قوت کو بطور ہتھیار اختیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور کہیں سے بھی یہ آواز نہیں اٹھ رہی کہ چونکہ ایٹمی ہتھیار اسلام کے اصول جنگ اور جناب نبی اکرم ﷺ کی ہدایات و تعلیمات کے معیار پر پورے نہیں اترتے' اس لئے ان کے حصول کی کوشش ترک کر دی جائے' بلکہ دینی حلقے عالم اسلام اور مسلم ممالک پر ایٹمی قوت بننے کے لئے زیادہ زور دے رہے ہیں' اسی طرح اگر ٹی وی اسکرین کو بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سب سے زیادہ اور سب سے موثر طور پر استعمال ہونے والا ایک ہتھیار سمجھ لیا جائے تو میرے خیال میں جواز اور عدم جواز کی بحث کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ آج کے دور میں فقہائے کرام کے مسلمہ اصول ''الضرورت تبیح المحظورات'' کے اطلاق کا اس سے زیادہ صحیح محل اور مصداق شاید اور کوئی معاملہ نہ ہو۔

مگر چونکہ ان دنوں علمی حلقوں میں ٹی وی اسکرین کے جواز اور عدم جواز کی بحث جاری ہے اور دونوں طرف سے اصحاب علم اور ارباب فتویٰ اس کے بارے میں اپنا اپنا موقف دلائل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں' اس لئے ہم بھی اس حوالے سے چند ''طالب علمانہ گزارشات'' اہل علم کی خدمات میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں' اس امید پر کہ اصحاب علم و دانش خالصۃً علمی بنیاد پر اور ملی ضروریات کے پیش نظر ان معروضات کا جائزہ لیں گے اور اس بحث کو کسی منطقی نتیجے تک پہنچانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔

ٹی وی اسکرین کے عدم جواز پر اصولی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ تصویر ہے اور جناب نبی اکرم ﷺ نے تصویر کو صراحۃً حرام قرار دیا ہے' اس لئے یہ بھی تصویر کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے' یہاں دو باتوں پر غور ضروری ہے' ایک یہ کہ تصویر کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور دوسری یہ کہ کیا ٹی وی اسکرین پر دیکھی جانے والی انسانوں کی نقل و حرکت واقعۃً تصویر کے حکم میں ہے؟ جہاں تک تصویر کا مسئلہ ہے' اس میں کوئی کلام نہیں کہ تصویر حرام ہے اور امت کے اہل علم کا کوئی طبقہ بھی اصولی طور پر اس کے جواز کا قائل نہیں ہے' لیکن کیا تصویر کی اس حرمت کا اطلاق تصویر کی تمام صورتوں پر ہوتا ہے؟ اس میں بہرحال اختلاف موجود ہے' اور یہ اختلاف حضرات صحابہ کرامؓ کے دور سے چلا آ رہا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت زید بن خالید جہنیؓ نے جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے' لیکن بسر بن سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت زید بن خالد جہنیؓ بیمار ہوئے اور ہم ان کی عیادت کے لئے گئے تو ان کے دروازے پر لٹکے ہوئے پردے پر تصویریں تھیں' میں نے وہاں موجود ام المومنین حضرت میمونہؓ کے ربیب حضرت عبید اللہ سے دریافت کیا کہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے تو

جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہم سے یہ بیان کیا تھا' پھر تصویروں والا پردہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم نے حضرت زید بن خالدؓ سے مذکور ارشاد نبوی سنتے وقت یہ جملہ نہیں سنا تھا کہ ''الا الرقم فی الثوب'' یعنی وہ تصویر جو کپڑے میں نقش ہو' وہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

اسی طرح ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت سہیل بن سعد' حضرت ابوطلحہ انصاری کی بیمار پرسی کیلئے گئے تو انہوں نے وہاں موجود ایک صاحب سے کہا کہ ان کے نیچے جو گدا بچھا ہوا ہے' اسے وہ نکال دے' حضرت سہیلؓ نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ اس میں تصویریں ہیں۔ حضرت سہیلؓ۔ نے فرمایا کہ کیا جناب نبی اکرم ﷺ نے تصویر کی حرمت بیان کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ''الا الرقم فی الثوب'' کہ کپڑے پر نقش تصویر اس سے مستثنیٰ ہے؟ تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے کہا کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا' مگر میں اپنے لئے زیادہ بہتر صورت پسند کرتا ہوں۔

بخاری شریف کی مذکورہ روایت کے حوالہ سے حاشیہ میں حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے اس سلسلہ میں مختلف فقہائے کرام کے اقوال و مذاہب نقل کئے ہیں اور قاضی ابن العربی کا یہ تجزیہ بھی نقل کیا ہے کہ تصویروں کے بارے میں احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ جسم رکھنے والی صورتیں یعنی مجسمے تو امت کے اجماع کی رو سے حرام ہیں' لیکن کپڑے یا کاغذ پر نقش تصویروں کے بارے میں فقہائے کرام کے چار اقوال ہیں: ایک یہ کہ وہ بھی مطلقاً ممنوع ہیں' دوسرا یہ کہ مطلقاً جائز ہیں' تیسرا یہ کہ اگر تصویر کی ہیئت و شکل باقی ہے تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹ دیا گیا ہے اور اجزا الگ الگ کر دیئے گئے ہیں تو جائز ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ اگر تصویر کو احترام کے ساتھ رکھا گیا ہے تو ناجائز ہے اور اگر اس کی تعظیم و تکریم نہیں ہوتی تو جائز ہے۔

قاضی ابن العربیؒ نے ان چاروں میں سے تیسرے قول کو ترجیح دی ہے کہ اگر تصویر کی شکل و ہیئت تبدیل کر دی جائے تو جائز ہے' ورنہ نہیں لیکن حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری موطا امام محمدؒ کے حوالے سے احناف کا موقف حضرت امام محمدؒ کے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں: ''ہم اس قول کو لیتے ہیں کہ اگر تصویر بستر پر یا چٹائی پر یا تکیے پر ہو جس کا احترام نہیں کیا جاتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے' ہاں جو تصویر سیدھی کھڑی کی گئی ہو یا پردے پر لٹکی ہوئی ہو تو وہ مکروہ ہے' یہ قول حضرت امام ابوحنیفہ کا ہے اور ہمارے یعنی احناف کے عام فقہا کا قول بھی یہی ہے۔''

بخاری شریف کے حنفی شارح حضرت علامہ بدرالدین العینیؒ نے بھی ''عمدۃ القاری'' میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ' امام شافعیؒ' امام سفیان ثوریؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ کا قول بھی یہی ہے۔

دلائل کی تفصیل میں جائے بغیر ہم نے یہ چند حوالے صرف اس نکتے کو واضح کرنے کے لئے پیش کئے ہیں کہ تصویر کی حرمت پر اصولی طور پر پوری امت کا اجماع و اتفاق موجود ہونے کے باوجود مختلف شکلوں پر اس کے اطلاق کے حوالے سے اختلاف صحابہ کرامؓ کے دور سے چلا آ رہا ہے اور یہ اختلاف دو حوالوں سے ہے:

(۱) ماہیت کے حوالے سے کہ کاغذ یا کپڑے پر نقش تصویر پر حرمت کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) مقصد کے حوالے سے کہ جو تصویر احترام کے پہلو سے خالی ہے اور اس کا ادب و احترام نہیں کیا جاتا' وہ حرمت میں شامل ہے یا نہیں؟

جب کہ اس سلسلہ میں احناف کا موقف یہ ہے کہ وہ ادب وحرمت کے پہلو سے خالی ہے اور اس کا ادب و احترام نہیں کیا جاتا' وہ حرمت میں شامل ہے یا نہیں؟

جبکہ اس سلسلہ میں احناف کا موقف یہ ہے کہ وہ ادب وحرمت کے پہلو سے فرق ملحوظ رکھتے ہیں اور جس تصویر میں ادب وحرمت کا پہلو نہیں پایا جاتا' وہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ فقہائے متقدمین کے درمیان پائے جانے والے اس واضح اختلاف کی موجودگی میں بھی اس معاملے میں اس قدر سختی کی کوئی گنجائش ہے کہ عدم جواز کے قول پر ''حرمت قطعیہ'' کا حکم صادر کر دیا جائے۔

اس مسئلہ میں دوسرا پہلو یہ ہے کہ ٹی وی اسکرین پر نظر آنے والی نقل وحرکت پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ ایک تکنیکی اور فنی بحث ہے اور بہر حال اجتہادی مسئلہ ہے جس میں مفتیان کرام کے لئے دلائل اور مصالح کے حوالے سے دونوں طرف گنجائش موجود ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کم وبیش اسی طرح کی بحث ہے جیسا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے جواز اور عدم جواز پر کم وبیش نصف صدی تک بحث جاری رہی ہے' لاؤڈ اسپیکر جب نیا نیا آیا تو ہمارے علمی حلقوں میں یہ بحث چل پڑی کہ اس کا نماز میں استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اور جو مقتدی صرف لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر امام کی اقتداء کر رہا ہے' اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس اختلاف کی بنیاد اس نکتہ پر تھی کہ لاؤڈ اسپیکر سے آنے والی آواز امام کی اصل آواز ہے یا اس کی صدائے بازگشت ہے' اگر اصل آواز ہے تو نماز درست ہے اور اگر وہ اس سے مختلف نئی آواز ہے تو اس آواز پر امام کی اقتداء کرنے والے مقتدی کی نماز درست نہیں ہے' اب جن مفتیان کرام کی تحقیق یہ تھی کہ امام کی اصل آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے بلند اور وسیع ہو کر سامعین تک پہنچ رہی ہے' ان کے نزدیک نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز تھا اور جن کی تحقیق میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز سے مختلف تھی' وہ عدم جواز کا فتوی دیتے تھے۔

خود ہمارے ہاں مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ہمارے بزرگ اور محترم اور مخدوم حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحبؒ عدم جواز کے قائل تھے' اور جمعہ المبارک کے اجتماع میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے سے منع کیا کرتے تھے' لیکن ان کے نائب کے طور پر ۱۹۷۰ء میں جب میں یہاں آیا تو میں نے استعمال کرنا شروع کر دیا' کچھ عرصہ تک حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک درمیان کی راہ نکالی کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ ساتھ دو تین مکبرین بھی کھڑے کر دیتے تھے' لیکن میرے خیال میں اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں تھی' اس لئے رفتہ رفتہ وہ بھی ختم ہو گئی' ہمارے تبلیغی جماعت

کے حضرات ابھی تک رائے ونڈ کے اجتماع میں نماز کے دوران لاؤڈ اسپیکر استعمال نہیں کرتے' لیکن عمومی طور پر اب کم وبیش ہر جگہ لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال ہو رہا ہے۔

اس سلسلے میں ایک لطیفے کی بات ذکر کرنا بھی شاید نامناسب نہ ہو کہ چند سال قبل مانسہرہ (ہزارہ) میں ''سائنس اور مذہب'' کے حوالے سے ایک سیمینار ہوا جس کا اہتمام ہمارے فاضل دوست پروفیسر عبدالماجد صاحب نے کیا تھا' جو مذہب اور سائنس کے درمیان ڈائیلاگ کے موضوع پر باقاعدہ ایک ادارہ قائم کر کے عالمی سطح پر کام کر رہے ہیں' اس سیمینار کی ایک نشست میں مجھے ''مہمان خصوصی'' کا اعزاز بخشا گیا' اس موقع پر ایک نوجوان نے بڑے تند و تیز لہجے میں سوال کیا کہ مولوی صاحبان کا کیا ہے' وہ تو کل تک لاؤڈ اسپیکر کو بھی حرام کہتے رہے ہیں اور اب کوئی مولوی لاؤڈ اسپیکر کے بغیر نماز نہیں پڑھاتا۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو بھی کسی مولوی نے حرام قرار نہیں دیا بلکہ نماز میں اس کے استعمال میں اختلاف رہا ہے اور اس میں بھی مولوی صاحبان کا کوئی قصور نہیں ہے' اس لئے کہ مسئلہ تکنیکی نوعیت کا تھا جس کی وضاحت کے لئے علماء کرام نے اصحاب فن سے رجوع کیا' اب جن اصحاب فن نے یہ بتایا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بولنے والے کی اصل آواز ہوتی ہے' ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے علماء کرام کے ایک گروہ نے جواز کا فتویٰ دے دیا اور جن کو یہ بتایا گیا کہ اصل آواز نہیں ہوتی' انہوں نے عدم جواز کا فتویٰ دے دیا' اس لئے اصل اختلاف تو اصحاب فن کا تھا' جو مفتیان کرام کے فتوؤں میں اختلاف کا باعث بن گیا۔ اس میں مولوی صاحبان کا کیا قصور ہے؟ ٹی وی اسکرین کے بارے میں اختلاف بھی میری طالب علمانہ رائے میں اسی نوعیت کا ہے۔ جن اصحاب علم کی رائے یہ ہے کہ یہ تصویر ہے' ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک یہ حرام ہی ہوگی' لیکن جو حضرات اسے تصویر نہیں سمجھتے' وہ اس کے جواز کی بات کریں گے۔

ہم اس سلسلے میں زیادہ تفصیل میں جانے کی بجائے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے چند فتاویٰ کا حوالہ دینا چاہیں گے جن کے نزدیک ٹی وی اسکرین پر نظر آنے والی نقل و حرکت پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ کفایت المفتی' جلد نہم میں تصویر اور اسکرین دونوں کے حوالے سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے متعدد فتاویٰ موجود ہیں جن کا اہل علم کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ ہم ان میں سے تین چار کا ذکر کریں گے۔

جہاں تک تصویر کا تعلق ہے' حضرت مفتی صاحبؒ کا موقف وہی ہے جو جمہور علماء کا ہے' چنانچہ ایک فتویٰ میں وہ فرماتے ہیں کہ: ''تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز ہے' خواہ دستی ہو یا عکسی' دونوں تصویریں ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہیں' تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے' خواہ انسان کی ہو' خواہ حیوان کی' البتہ مکانات کے نقشے اور درختوں کی تصویریں ناجائز نہیں ہیں''

جبکہ دوسرے فتویٰ میں تصویر کے بارے میں ان کا ارشاد یہ ہے کہ:

''تصویر بنانے کا حکم جداگانہ ہے اور تصویر رکھنے اور استعمال کرنے کا حکم جداگان ہے' تصویر بنانے اور بنوانے کا حکم تو یہ

ہے کہ وہ مطلقاً حرام ہے' خواہ چھوٹی تصویر بنائی جائے یا بڑی' کیونکہ علت ممانعت دونوں میں یکساں پائی جاتی ہے اور علت ممانعت مضاہات لخلق اللہ ہے اور تصویر رکھنے اور استعمال کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر چھوٹی اور غیر مستبین الاعضاء ہو تو اس کو ایسے طور پر رکھنا کہ تعظیم کا شبہ نہ ہو' جائز ہے یا ضرورت کے وقت استعمال کی جائے جیسے سکہ کی تصویر' تو جائز ہے۔ باقی بڑی تصویریں بلاضرورت استعمال کرنا یا ایسی ضرورت میں رکھنا کہ تعظیم کا شبہ ہو' نا جائز ہے''

لیکن جب حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے سینما کی اسکرین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے ایک جگہ یہ فرمایا کہ: ''سینما اگر اخلاق سوز اور بے حیائی کے مناظر سے خالی ہو اور اس کے ساتھ گانا بجانا اور نا جائز امر نہ ہو تو فی حد ذاتہ مباح ہوگا' لیکن ہمارے علم میں کوئی فلم کسی نہ کسی نا جائز امر سے خالی نہیں ہوتی''

جبکہ ایک اور فتویٰ میں ان کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ: ''سینما میں بہت سی باتیں غیر مشروع شامل ہو جاتی ہیں' مثلاً گانا بجانا' غیر محرم صورتیں' رقص' عریاں مناظر اور ان باتوں کی وجہ سے اس کی مجموعی کیفیت کہ لہو ولعب اور تہیج شہوات نفسانیہ اس کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ ان وجوہ سے سینما دیکھنا نا جائز ہے' بعض صورتوں میں حرام اور بعض میں مکروہ ہے۔

تصویر اور اسکرین دونوں کے بارے میں حضرت مفتی صاحبؒ کے ارشادات کا مطالعہ کیا جائے تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں نکلتا کہ وہ تصویر اور اسکرین دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسکرین پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا اور اگر دیگر ممنوعہ امور سے خالی ہو تو اسکرین ''فی حد ذاتہ مباح'' کا درجہ رکھتی ہے۔

ہماری ایک اور برگزیدہ علمی شخصیت اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق صدر مفتی حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی قدس سرہ العزیز کا موقف بھی یہی ہے جیسا کہ ماہنامہ ''نور علی نور'' فیصل آباد نے شوال المکرم ۱۴۲۹ھ کے شمارے میں اس مسئلے میں حضرت مفتی صاحبؒ کا ایک تفصیلی مضمون شائع کیا ہے۔ جس کے آخر میں اس کے خلاصہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی خود یوں فرماتے ہیں کہ: ''خلاصہ یہ ہے کہ ٹی وی اور وی سی آر ان آلات میں سے نہیں ہیں جو صرف لہو ولعب یا گانے بجانے اور کسی گناہ کے لئے بنائے گئے ہیں بلکہ ریڈیو' ٹیلی فون' تار کی طرح آواز اور شکلوں کو دور تک پہنچانے کیلئے ہیں' خواہ ان سے اچھے کاموں میں یہ کام لیا جائے یا برے کاموں میں' جائز میں یا نا جائز میں۔ ان کا حکم آلات لہو ولعب اور گانے کے آلات کا نہیں ہوسکتا کہ جس پر نیک کاموں کی بے حرمتی بنتی ہو' ان میں ہر مباح کام بھی جائز اور نیک کام بھی جائز ہے' قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ جس کے استعمالات بعض حلال' بعض حرام ہوں یا کچھ حلال اور بہت کچھ حرام بھی ہوں تو حلال صورت کی وجہ سے اس کا رکھنا' مرمت کرنا' خرید کرنا' فروخت کرنا سب جائز ہے' اسی قاعدہ سے خشخاش کی کاشت' افیون کی بناوٹ' ان کا خریدنا' فروخت کرنا اور بلانشہ کی دواؤں میں استعمال سب جائز ہوگا لیکن نشہ کی چیز کا استعمال حرام اور باقی جائز ہے' ایسے ہی یہاں لہو ولعب گانے بجانے اور سب نا جائز کا کم حرام و گناہ ہیں' باقی مباحات' طاعات اور عبادات سب جائز ہیں۔''

جبکہ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے بارے میں ان کے ایک شاگرد اور آزاد کشمیر۔ معروف مفتی حضرت مولانا مفتی محمد رویس خان صاحب آف میرپور نے ایک بار بتایا کہ حضرت کاندھلویؒ سے ٹی وی اسکرین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ "میاں! یہ چاقو ہے اس سے خربوزہ کاٹو گے تو جائز ہے اور کسی کا پیٹ پھاڑو گے تو ناجائز ہے۔" اس کا مطلب واضح ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک سینمائی وی اسکرین کا حکم تصویر اور فوٹو سے مختلف ہے اور وہ اس کے جواز یا عدم جواز کی بات ماہیت کے حوالے سے نہیں بلکہ مقاصد کے حوالے سے کرتے ہیں جیسا کہ خود تصویر کے بارے میں بھی حضرت امام محمدؒ کے بقول احناف کا ذوق یہی معلوم ہوتا ہے۔

اس لئے ہماری طالب علمانہ رائے میں اس قسم کے اجتہادی مسائل میں جہاں دونوں طرف گنجائش موجود ہو زیادہ سختی سے کام نہیں لینا چاہیے اور دلائل کے ساتھ ساتھ ملی مصالح اور ضروریات کا لحاظ بھی رکھنا چاہیے۔ ہم نے ایک جگہ پڑھا تھا اور اپنے ایک مضمون میں اس کا حوالہ بھی دیا تھا کہ مزارعت (یعنی بٹائی پر زمین کاشت کے لئے دینا) حو حضرت امام ابوحنیفہؒ ناجائز کہتے ہیں اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اس کے جواز کے قائل ہیں اس پر معروف حنفی محدث وفقیہ حضرت ملا علی قاریؒ نے دونوں طرف کے دلائل کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے فرمایا تھا کہ دلائل کے حوالے سے حضرت امام صاحبؒ کا موقف قوی ہے لیکن چونکہ مصلحت عامہ صاحبین کے قول میں ہے اس لئے فتویٰ صاحبین کے قول پر دیا جاتا ہے۔

اسکرین کے مسئلہ پر ہمارے خیال میں مصلحت عامہ کا تعلق دونوں طرف ہے ایک جانب عام مسلمانوں کو بے حیائی عریانی گانے بجانے اور فحاشی کے ماحول سے بچانے کا جذبہ ہے اور مسلم معاشرہ میں دینی ماحول کا تحفظ مقصود ہے جو ظاہر ہے کہ بہت مبارک جذبہ ہے اور مفتیان کرام کی دینی ذمہ داریوں میں سے ہے لیکن دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ٹی وی چینلو کے ذریعے پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا ازالہ اسلام عقائد اور احکام کا دفاع اور مسلمانوں کے عقائد ونظریات کا تحفظ بنیادی ہدف ہے اور یہ بھی ہماری ملی اور دینی ضروریات میں سے ہے۔ عام مسلمانوں کی مصلحت ومفاد کا تعلق دونوں طرف سے اور دلائل بھی یقیناً دونوں طرف موجود ہیں۔ اس لئے دلائل اور ترجیحات کی بحث میں پڑے بغیر ہم ارباب دانش اور اصحاب فتویٰ سے یہ گزارش کرنا چاہیں گے کہ وہ دونوں طرف سے دلائل اور مصالح عامہ کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی ایسا متوازن اور باوقار راستہ نکالنے کے لئے اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں کہ "سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" یہ آج کے دور میں ہمارے ارباب علم وفضل کی اجتہادی صلاحیت وبصیرت کا امتحان ہے اور ہمیں امید ہے کہ ہمیشہ کی طرح ہمارے آج کے مفتیان کرام بھی امت کی علمی وفکری راہنمائی کا کوئی متوازن اور عملی راستہ نکالنے میں ضرور کامیاب ہونگے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

مولانا محمد عیسی منصوری

چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

سرمایہ دارانہ نظام کا بدترین بحران، اس کے اسباب اور حل

۱۵ ر ستمبر ۲۰۰۸ء مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کا بدترین بحران سامنے آیا جب امریکہ کے دوسرے بڑے بینک لیمن برادرز (LEMAN BROTHERS) کا خسارہ نا قابل برداشت حدود کو پار کر گیا نیو یارک اسٹاک ایکسچینج میں ایک شیئر (حصص) کی قیمت ۸۰ ڈالر سے گر کر 1.25 ڈالر پر آ گئی یعنی اس بینک کے سرمایہ کی مالیت ۱۸۵ ارب ڈالر سے گر کر صرف 5.5 ارب ڈالر پر رہ گئی، اور لیمن برادرز کے ۳۰ ملکوں میں پھیلے ہوئے ۲۶۰۰۰ ملازمین کی نوکریاں خطرے میں پڑ گئیں اسی تاریخ میں ۱۵ ر ستمبر ۲۰۰۸ء امریکہ کے بین الاقوامی شہرت کی حامل انشورنش کمپنی AIG امریکن انٹرنیشنل گروپ کرش کر گئی اور اس نے اپنی بقاء کے لیے امریکن حکومت سے ۸۵ ارب ڈالر کی رقم کا مطالبہ کر دیا صورت حال اس قدر خطرناک ہو گئی کہ نیو یارک اسٹاک ایکسچینج ایک ہی رات میں ۴۵۰ پوائنٹس گرا اور امریکی شیئر مارکیٹ ۶۰ گھنٹوں میں ۸ فیصد گر گئی صرف ستمبر کے مہینے میں بینکوں کے ایک لاکھ ۶۹ ہزار ملازمین اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے، ان میں وال سٹریٹ کے تیس ہزار ملازمین بھی شامل ہیں اس کے ساتھ ہی یورپین ممالک سے لے کر مشرق بعید تک پورا سرمایہ دارانہ نظام لڑکھڑا گیا۔ کمیونزم کے بعد کیپٹیل ازم کا اقتصادی نظریہ و نظام ناکام ہو کر زمین بوس ہوتا نظر آیا۔ بش حکومت نے اپنے سرمایہ دارانہ نظام کو بچانے کے لیے لیمن برادرز اور AIG کو کنٹرول (Takeover) کر لیا، ظاہر ہے کہ ایک ہی رات میں ڈیڑھ ارب ڈالر کے خسارے کو امریکن حکومت کے منظور کردہ پیکج کے ۷۰۰ ارب ڈالر بچا نہیں سکتے تھے، ماہرین کے مطابق اس بحران سے دنیا میں ۶۔ ۷ کھرب (ٹریلین) ڈالر ڈوب سکتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں انسان اپنے زندگی بھر کی جمع پونجی سے محروم ہو کر بھکاری بن سکتے ہیں اس سے پہلے ۱۹۲۹ء میں امریکہ میں اسی طرح کا اقتصادی بحران آ چکا ہے جب سینکڑوں کی تعداد میں امریکن بینک دیوالیہ ہو گئے تھے، اور امریکی اسٹاک مارکیٹ پوری طرح تباہ ہو کر بکھر گئی تھی، ڈالر بے وقعت ہو گیا تھا اس وقت کے امریکن صدر روز ویلٹ نے اس وقت بھی امریکی عوام کے ٹیکس کی رقم سے سرمایہ کاری کر کے سرمایہ دارانہ نظام کی عمارت کو زمین بوس ہونے سے بچا لیا تھا آج ٹھیک ۷۸ سال بعد یہ عمارت پھر دھڑام سے زمین پر آ رہی ہے۔

موجودہ اقتصادی بحران کے اسباب:

امریکہ کے اس بینکنگ بحران کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بینکوں نے سود کی لالچ میں لوگوں کو آسائش وخواہشات کی راہ پر ڈال دیا کہ آؤ ہم سے قرضہ لے کر اپنے خواہشیں پوری کرو اور ہمیں سود دو مثلاً ایک امریکی شخص بینک سے دو لاکھ ڈالر قرضہ لے کر مکان خریدتا ہے دو سال بعد اسے بینک کا لیٹر ملتا ہے کہ اب تمہارے مکان کی قیمت (ویلیو) ڈھائی لاکھ ہوگئی اس لیے ہم سے مزید ۵۰ ہزار ڈالر قرضہ لے کر نئی کار نئی ٹی وی نیا فرنیچر خرید سکتے ہو چنانچہ وہ شخص بینک سے مزید ۵۰ ہزار ڈالر قرض اٹھا کر نئی کار نیا فرنیچر وغیرہ خرید لیتا ہے غرض بینکوں نے سود کی لالچ میں ایسے لوگوں کو قرض دیا جن میں قرضہ اٹھانے کی طاقت نہیں تھی اسے موجودہ بینکنگ کی اصطلاح میں N.I.N.J.A.LOANS کہتے ہیں یعنی APPLICATION ONLY- NOJOB- NO INCOME (نہ آمدنی نہ کام صرف درخواست کر کے قرضہ اٹھائے لوگ) جب بینکوں سے قرضہ لینے والے لوگوں کی بھاری اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگئی جن کے پاس قرضہ کی ادائیگی کے لیے نہ آمدنی تھی نہ کام، اور بینکوں نے محسوس کرلیا کہ ہمارے اکثر قرضے وصول نہیں ہوں گے تو انہوں نے امریکی حکومت کے سامنے ہاتھ اٹھا دیئے کہ اگر تم نے مزید سرمایہ فراہم نہیں کیا تو ہمارے پاس مارکیٹ چھوڑ کر بھاگنے کے سوا کوئی راستہ نہیں بچا، امریکی حکومت خوب جانتی ہے کہ بینکوں یا زیادہ صحیح الفاظ میں بنکاروں (سرمایہ داروں) کی راہِ فرار سے ملک میں ایسی ہاہا کار مچے گی کہ چند دن حکومت چلانا مشکل ہو جائے گا اس لیے صدر بش نے بینکوں کو بچانے کے لیے سات سو ارب ڈالر کا پیکج کانگریس کے سامنے پیش کر دیا، پہلے مرحلہ میں کانگریس نے اسے نامنظور کر دیا، نامنظور کرنے والی اکثریت کا تعلق خود صدر بش کی حکمران ری پبلک پارٹی سے تھا یہی صحیح فیصلہ تھا کہ سات سو ارب ڈالر کی خطیر رقم سے بینکاروں کی جیبیں بھرنے کے بجائے اس سرمایہ سے امریکہ میں نئی صنعتیں وانڈسٹریاں لگا کر عوام کو روزگار فراہم کیا جاتا (کیونکہ یہ سات سو ارب ڈالر عوام ہی کے پیسے تھے جو عوام کے ٹیکسوں سے وصول کیے جائیں گے) اس بحران کی دوسری اہم وجہ صدر بش کی احمقانہ جنگی پالیسیاں ہیں جو صدر بش نے اسرائیل اور یہودی بینکاروں کا آلہ کار بن کر دنیا بھر میں دہشت گردی کے نام سے جنگ چھیڑ رکھی ہے، صدر بش کے جنگی جنون نے امریکہ کا جنگی خسارہ ماہانہ ۷۰۰ ارب ڈالر تک پہنچا دیا یعنی فی منٹ ۱۲۵۰۰ ڈالر ان احمقانہ جنگوں نے امریکن معیشت کی کمر توڑ کر رکھ دی، صدر بش نے بینکوں کے لیے جتنی رقم یعنی (۷۰۰ ارب ڈالر) کا پیکج منظور کیا ہے تقریباً اتنی ہی عوام کے ٹیکسوں کی رقم وہ دہشت گردی کے خلاف جنگوں میں ضائع کر چکے ہیں ان جنگوں سے فائدہ صرف بینکاروں ہی کو ہوا اب پھر بش نے عوام کے ٹیکس کی ۷۰۰ ارب ڈالر ان سرمایہ داروں (بینکاروں) کی جھولی میں ڈال دیئے اس ۷۰۰ ارب ڈالر کے پیکج منظور ہوتے ہی امریکی بینکاروں نے ایسے جشن منائے کہ ایک ایک رات میں لاکھوں ڈالر شراب وشباب پر اڑا دیئے اور اپنی تنخواہیں مزید بڑھالیں پہلے ہی ان کی تنخواہیں کئی کئی ملین ڈالر ہیں یہ ہے مختصر کہانی سرمایہ دارانہ نظام

کے حالیہ بحران کی۔

مغربی ملکوں کی اقتصادی دہشت گردی:

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے، کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے غیر سودی یا اسلامی بینک اس بحران سے پوری طرح محفوظ ہیں اگر چہ بندہ کے نزدیک موجودہ اسلامی بینک سو فیصد اسلامی نہیں البتہ اسلام کے مبارک اقتصادی نظام کی طرف ایک کوشش ضرور کہے جاسکتے ہیں اس عالمگیریت کے دور میں جب دنیا سکڑ کر ایک گاؤں بن گئی ہے عالمی اقتصادی نظام پر مغرب کے سرمایہ داروں کا ہمہ جہتی غلبہ وتسلط قائم ہے اس منحوس سودی نظام سے پوری طرح آزاد ہوکر مکمل طور پر اسلامی معاشی نظام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسلامی دنیا ہمت کر کے ایک ساتھ اس مبارک غیر سودی نظام کو اپنانے کا فیصلہ نہ کریں اس بحران سے مغرب کی سرمایہ دارانہ دہشت گردی اور مکاری پھر طشت از بام ہوئی ہے وہ اس طرح کہ GAT معاہدہ اور مغربی مارکیٹ اکانومی کے مغرب نواز نظام کے ذریعے مغرب کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ہر ملک میں گھس کر اپنا جال بچھانے، نفع کمانے، سرمایہ لوٹنے، قوموں اور تہذیبوں کو نچوڑ کر کنگال بنانے کی پوری طرح آزادی ہے اب جب مغرب کی غلط پالیسیوں کی بدولت دنیا اقتصادی بحران کی لپیٹ میں آئی تو ہم نے دیکھا امریکہ، برطانیہ، فرانس، سمیت ہر ملک صرف اپنے ملک اور قوم کو اس بحران سے بچانے کی فکر میں رہا ہے، غریب قوموں اور ملکوں کی تباہی مغرب کی غلط پالیسیوں کے سبب ہوئی ہے ان کو تباہی سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کیا جارہا ہے بلکہ مغرب نے اس بحران میں سب سے پہلے عربوں اور مشرقی ممالک کے سرمایہ پر ہاتھ صاف کیا جنہوں نے مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام پر اعتماد کر کے گزشتہ ۴۰۔۵۰ سال سے اپنی تمام جمع پونجی امریکہ ویورپ کے بینکوں میں رکھ چھوڑی تھی، بہرحال دنیا کے اقتصادی ماہرین اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ امریکی صدر بش نے ۷۰۰ ارب ڈالر کا پیکج منظور کر کے اپنے (سرمایہ دارانہ) نظام کو بچانے کی جو کوشش کی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کوما کے مریض کو مشین کے ذریعہ سانسیں جاری رکھی جائیں یہ محض ایک وقتی حیلہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام ٹوٹ کر بکھرنے کے قریب پہنچ چکا ہے، کاش ہم مسلمان اس قابل ہوتے کہ دنیا کو بتا سکتے کہ انسانیت کو تباہی سے بچانے کا نسخہ ہمارے پاس اسلامی نظام (اقتصادی) پہلے بھی تقریباً ایک ہزار سال تک بین الاقوامی طور پر دنیا کے بڑے دو (ایشیاء، افریقہ، یورپ پر نہایت کامیابی سے چلا ہے اور اس طویل عرصہ میں نہ کوئی اسی طرح کا معاشی بحران آیا نہ اس طرح کی کمر توڑ مہنگائی۔ آیئے آج کی مجلس میں ہم دونوں اقتصادی نظاموں (اسلامی ومغربی) کا موازنہ وتجزیہ کریں۔

اسلامی اقتصادی نظام کی بنیادیں:

جس طرح انسانی حیات کے لیے اسکی رگوں میں خون کی گردش ضروری ہے اس طرح نظام کائنات کی حیات مال کی صحیح گردش پر موقوف ہے جو تجارت اور اقتصادی نظام کے ذریعہ وجود میں آتی ہے اور جس طرح خون کا جسم

کے کسی حصہ میں جمع ہو جانا اور دوسرے حصوں تک نہ پہنچ پانا جسم کی موت ہے اس طرح سرمایہ اور دولت کا چند ہاتھوں میں جمع ہو کر رہ جانا نظام کائنات کی تباہی ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد قرآن کی زبان میں کی لاتکون دولۃ بین الاغنیاء منکم تاکہ دولت وسرمایہ چند ہاتھوں میں مرتکز (جمع) نہ ہو جائے، اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد زکوۃ، صدقات ،عشر و خراج پر ہے یعنی ذراعت، باغات اور زمین کی پیداوار میں غریب عوام کا حق ہے اگر زمین بارش سے سیراب ہو رہی ہو تو دسواں حصہ اگر کسان نے خود مشقت کر کے زمین کو پانی دیا تو بیسواں حصہ۔ اسی طرح اسلام نے وراثت کی تقسیم کے ایسے جامع اور پُر حکمت احکامات دیئے کہ اگر ساری دنیا کی دولت بھی کوئی فرد اکٹھی کر لے تو چند پشتوں میں وہ ساری دولت وراثت کے احکامات کے ذریعہ معاشرہ میں پھیل جائے گی غرض یہ کہ وہ ہر چیز جس سے مال وسرمایہ چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جاتا ہے اسے اسلام نے ممنوع اور حرام قرار دیا جیسے سود، ذخیرہ اندوزی، جوا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام کے پورے اقتصادی نظام تو خذ من اغنیاء ھم وتعطی الی فقرائھم یعنی اہل ثروت مالداروں سے مال لے کر بے وسائل اور غربا تک پہنچانا ہے۔ اسلام انسانوں میں ایک دوسرے کے ساتھ باہمی ہمدردی، اخوت، تعاون، مساوات کا معاشرہ تشکیل دیتا ہے، یاد رہے کہ قرآن کا اقتصادی نظریہ افزائش دولت (production) کے بجائے تقسیم دولت (Distribotion) کا نظریہ ہے یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اسلامی معاشی نظام کو دوسرے معاشی نظاموں سے ممتاز کرتا ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ہی معاشی نظام افلاطون کے یوٹوپیائی نظام سے لے کر موجودہ دور کے مارکسی نظام معیشت یا مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام تک سب کا مقصد زیادہ سے زیادہ حصول دولت اور ارتکاز سرمایہ ہے یہ سب معاشی نظام حصول دولت کے لیے معاشرہ کو تباہ کرنے والے اور نقصان پہنچانے والے غلط ذرائع کے اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے۔ جب دنیا میں قرآن کا پیش کردہ اقتصادی نظام قائم ہوا تو چند سالوں کے اندر ایسی خوشحالی کا دور دورہ ہوا کہ مملکت اسلامی کے کسی شہر میں کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا، غور کیا جائے تو اسلام کی اصل بنیاد دو ہی چیزیں ہیں (۱) دنیا میں خدائے واحد کی عبادت کا قیام اور دوسرے انسانیت کو سود کے لعنت سے نجات دلانا۔ سود اتنی بری لعنت اور برائی ہے کہ اسلام نے سود کے مسئلے پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ جب نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا اس میں صراحت کی گئی کہ سودی کاروبار کی صورت میں یہ معاہدہ کالعدم سمجھا جائے گا، یعنی اگر کوئی کسی مسلمان کو قتل کر دے، مسلمانوں کے خلاف سازش کرے، جاسوسی کرے تو سزائے صرف اس فرد کو ملے گی، من حیث القوم انہیں کچھ نہیں کہا جائیگا مگر سودی لین دین پر پوری قوم کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ختم ہو جائے گا اس طرح آپؐ کے خلفائے راشدین کے عہد زرین میں دنیا بھر کی اقوام مذاہب وتہذیبوں سے جو معاہدے ہوئے ان تمام میں واضح طور پر یہ شق تھی کہ اگر تم نے سودی لین دین کیا تو ہم سے معاہدہ ختم۔ کہ سود اس درجہ کی برائی شر اور لعنت ہے جو کسی حالت میں برداشت نہیں کی جاسکتی، سود واحد جرم ہے جس کو قرآن نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کھلا اعلان جنگ

کہا ہے افسوس آج مسلم ممالک سے ہر چوراہے پرسٹرک پر اللہ رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ قبول ومنظور کرنے کا اظہار سودی بینکوں کی شکل میں کرر کھا ہے یہ بات پورے یقین ووثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر آج بھی مسلمان صرف اپنا مالیاتی نظام قرآن کے اصولوں پرلے آئین تو مغرب کی بالا دستی وغلبہ سے نجات پاجائیں۔

سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کی تباہیاں:

دوسرا اقتصادی نظام مغرب کا موجودہ سرمایہ دارانہ نظام ہے، جو بیسویں صدی کے اوائل سے دنیا بھر میں غالب ومروج ہے اس سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد سود وذخیرہ اندوزی اور جوا(سٹہ) اس نظام کے ثمرات ونتائج یہ ہیں کہ دنیا بھر میں امیر زیادہ امیر اور غریب زیادہ غریب ہوتا جاتا ہے اور پوری دنیا کا سرمایہ ووسائل چند مٹھی بھر ہاتھوں میں منتقل ہورہا ہے اس وقت پوری دنیا کا ۸۰۔۸۵ فیصد سرمایہ ۵۰۰ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ملکیت بن چکا ہے۔تقریباً دنیا کے ہر ملک میں سرمایہ ووسائل چند لوگوں کے ہاتھوں میں سمیٹ گیا ہے مثلاً بھارت کی آبادی ایک ارب کے قریب ہے، وہاں اسی کروڑ انسانوں کے پاس جتنا سرمایہ ہے اتنا بھارت کے چار مشہور سرمایہ داروں کے پاس ہے، پاکستان کے سولہ کروڑ لوگوں کے پاس جتنا سرمایہ ہے اس کا بڑا حصہ چند لوگوں کے پاس ہے۔دنیا میں تیزی سے دوطبقات وجود میں آئے ہیں (۱) انتہائی امیر (۲) انتہائی غریب متوسط طبقہ تیزی سے ختم ہورہا ہے ایسا لگتا ہے کہ مغرب کی ذہنی غلامی میں پوری دنیا مغرب کے قرون وسطیٰ کے (Dark) تاریک دور کی طرف بڑھ رہی ہے جب یورپ میں لارڈ اور جاگیردار یا ان کے غلام تھے حتی کہ دنیا بھر کی حکومتیں بشمول امریکہ ویورپ کے مٹھی بھر سرمایہ داروں کی غلام بن چکی ہیں۔آج جمہوریت کی تعریف یہ نہیں رہی کہ عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام کے مفاد کے لیے، آج جمہوریت نام ہے سرمایہ داروں کی حکومت، سرمایہ داروں کے ایجنڈوں کے ذریعے، سرمایہ داروں کے مفاد کے لیے اس غیر فطری اور انسانیت دشمن اقتصادی نظام نے پوری دنیا کو تباہی کے دھانے پر پہنچا دیا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی ابتداء کیسے ہوئی:

مغرب کی اس سرمایہ دارانہ نظام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جو لوگ سونے چاندی کے کاروبار کرتے تھے یعنی سنار (Gold Smith) وہ اپنے سونے کی حفاظت کے لیے مضبوط مستحکم مکان وتجوریاں بنواتے تھے عام لوگ بھی اپنی بچت کا سونا حفاظت کے لیے ان کے پاس جمع کرتے۔یہ سنار حفاظت کرنے کی مخصوص رقم لیتے اور لوگوں کو رسید لکھ دیتے کہ اس شخص کا اتنا سونا ہمارے پاس جمع ہے اب وہ شخص اس رسید سے مکان، زمین یا کوئی چیز خریدتا یا اپنا قرضہ ادا کرتا اس طرح سونے کے سکّوں کے بجائے کاغذ کا پرزہ آگے چلتا رہتا اور سونا سنار کے پاس جمع پڑا رہتا، ان چند سناروں نے اندازہ لگایا کہ لوگ کے جمع شدہ سونے کا دسواں حصہ خرچ کرتے ہیں اور نو حصے ان کے پاس جمع رہتے ہیں، حرص اور لالچ وبددیانتی سے لوگوں کے امانت رکھے ہوئے سونے کے بدلے نو الگ الگ رسیدیں جاری کرنی شروع

کردیں یعنی نہ ساروں کے پاس سونا موجود نہ لوٹانے کی طاقت محض لوگوں کے اعتماد پر رسیدوں کا کاروبار چلتا رہا اور یہودی ساروں کا سرمایہ بڑھتا رہا پھر جب یورپ میں موجودہ بینکنگ کا نظام شروع ہوا کیونکہ سارا سرمایہ ان کی تجوریوں میں تھا اسی لیے بینکوں پر خود بخود ان کا قبضہ ہوگیا عوام کے پاس جو تھوڑی بہت بچت تھی اس پر قبضہ کرنے کے لیے ان چالاک ساروں نے لوگوں کو دوسرا جھانسہ یہ دیا کہ اگر تم خود کاروبار کروگے تو سرمایہ ڈوب بھی سکتا ہے اس لیے نقصان کے غم میں گھلنے کے بجائے اپنی رقم ہمیں دے دو، ہم تمہیں ہر ماہ ہر سال ایک مقرر (Fixed) منافع دیتے جائیں گے اس طرح عام لوگوں کا بچا ہوا روپیہ بھی ان کے قبضہ میں آگیا اب یہ سار بینکار یعنی بینکوں کے مالک بن کر پورے یورپ کے آقا و مالک بن بیٹھے ان ساروں کی بھاری اکثریت نسلاً یہودی تھی، یہودیوں کی سودخوری کی تاریخ ضرب المثل رہی ہے جس پر تمام آسمانی کتب بھی شاہد ہیں حتیٰ کہ انہوں نے سونے کے بچھڑے کی پوجا اپنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی ہی میں شروع کردی تھی ظہور اسلام کے وقت میں مدینہ وعرب کے تمام قبائل یہودیوں کے سود کے جال میں جکڑے ہوئے تھے اور تمام تجارت و بازاروں پر ان کا قبضہ تھا۔قرآن نے سود کی حرمت کے ذریعہ یہودی ساہوکاروں کے منحوس نظام پر کاری ضرب لگا کر عوام کو نجات دلائی تھی یاد رہے کہ سودخوری، خودغرضی، ظلم استحصال اور لوٹ کھوٹ کا ذہن پیدا کرتی ہے۔اکثر دیکھا گیا سودخور کی حرص ولالچ اور حرام خوری کی عادت کی بدولت قمار بازی (سٹہ) کی لت پڑ جاتی ہے۔آج دنیا کے اسٹاک ایکسچینج کی تقریباً ۷۰ فیصد رولنگ (سرمایہ کی گردش) سٹہ یعنی جوئے پر ہورہی ہے۔دوسرے سود کینہ وحسد پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں فساد اور جنگیں چھڑتی ہیں، سودخور جنگیں چھیڑ کر اقوام اور تہذیبوں کو غلام بناتے ہیں مثلاً پہلی جنگ عظیم کے وقت برطانیہ پر اور دوسرے جنگ عظیم تک امریکہ پر کوئی قرضہ نہیں تھا ان یہودی بینکاروں نے جنگ کی آگ بھڑکا کر مختلف حیلوں سے برطانیہ وامریکہ بلکہ پورے یورپ کو جنگ میں الجھا کر اپنا مقروض و تابعدار بنالیا، انہی خونخوار بینکاروں نے موجودہ بینکنگ کا بحران پیدا کرکے ایک بار پھر عوام کے ٹیکسوں کی ۷۰۰ ارب ڈالر ہڑپ کرلی، یہ مکار بینکار پوری بات دنیا کو کبھی نہیں بتاتے مثلاً یہ تو سب جانتے ہیں کہ پاکستان پر ۴۲ ارب ڈالر قرضہ ہے برطانیہ وفرانس پر ہزاروں ارب ڈالر اور امریکہ پر تقریباً دس کھرب (ٹریلین) ڈالر مگر یہ حقیقت دنیا کے سامنے کبھی نہیں آئی کہ یہ قرض کن درندوں کا ہے، ان بینکاروں کی بھیانک شکل کبھی سامنے نہیں لائی جائے گی۔واشنگٹن ڈی سی مین روڈ کے ایک طرف ورلڈ بینک کا دفتر ہے دوسری طرف آئی ایم ایف کا۔ایک دنیا بھر کے ملکوں کو قرضہ دیتا ہے دوسرا وصول کرتا ہے ان دونوں کے اصل مالکوں کا یہودی بینکاروں کا نام زبان پر لانے کی جرات نہ صدر بش میں ہے اور نہ برطانیہ کے گولڈن براؤن مین، ان سب حکمرانوں کی حیثیت یہودی بینکاروں کی زرخرید کنیز و باندی سے زیادہ نہیں۔شاید اسی لیے ایک یہودی اسکالر سموئیل ہلنگٹن نے یہودی کرش آف سولائزیشن پالیسی کو کلش آف سولائزیشن بنا کر پیش کیا تاکہ مغربی تہذیب کے خاتمہ کو تہذیبوں کا تصادم بنا کر مسلمانوں

کے سر منڈھ دے اور تباہی پھیلانے والے درندوں کو صاف بچا لے جائے اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے جتنے معاشیات اور اقتصادیات کے ماہرین ہیں وہ ذہنی طور پر اس قدر غلام ہیں کہ مغرب نے انہیں معاشیات کا جو سبق رٹا دیا اس سے آگے سوچ ہی نہیں سکتے ، حقیقت یہ ہے کہ مسلم ممالک کے وزراء خزانہ یا مشیر خزانہ اپنے ملکوں کی اقتصادی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنے ملکوں سے زیادہ مغرب کا مفاد ہوتا ہے۔ پاکستان کے سابق معین قریشی اور شوکت عزیز ہوں یا آج کے شوکت ترین و شمشاد اختر یہ سب لوگ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ایجنٹ ہیں ان کی اصل ڈیوٹی ان اداروں کو بروقت سود کی ادائیگی کے لیے کام کرنا ہے۔ کھربوں میں سودی قرضہ لیتے ہیں اور اربوں میں سود ادا کرتے ہیں یہ سب لوگ اسی کی تنخواہ پاتے ہیں بالآخر شوکت ترین اور شمشاد اختر نے دوبارہ پاکستان کو آئی ،ایم ،ایف کے جال میں پھنسا ہی دیا۔

<u>سرمایہ دارانہ نظام کا انجام مکمل تباہی ہے:</u> آج سود کے منحوس نظام کی بدولت دنیا کے ۹۰۔۹۵ فی صد عوام کا جینا دوبھر ہو گیا۔ سود اور مہنگائی لازم و ملزوم ہیں جب سے اس منحوس نظام نے دنیا پر اپنے خونی پنجے گاڑھے ہیں روز مہنگائی بڑھ رہی ہے، مہنگائی بڑھانے کے جنون کا حال یہ ہے کہ امریکہ ہر سال اپنے کسانوں کو ۱۲ ارب ڈالر اس لیے دیتا ہے کہ وہ مہنگائی بڑھانے کے لیے ذرعی پیداوار میں کمی کرے ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فالتو رقم امریکہ کے پاس بھی نہیں ہوتی چنانچہ انہیں خونخوار بینکاروں سے سود پر قرضہ لے کر رقم کسانوں کو دی جاتی ہے، یہ شقاوت اور بدبختی کی نہایت عبرت ناک مثال ہے۔ قرآن نے تقریباً ۱۴ سو سال پہلے یہ حقیقت انسانوں کے سامنے واشگاف طور پر بیان کی تھی اور پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا تھا کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے اس کا انجام تباہی ہے معاشیات کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ سودی معیشت جب کساد بازاری کا شکار ہوتی ہے تو انسانیت ایسے ہولناک انجام سے دوچار ہوتی ہے کہ ایک لمحہ میں کروڑوں انسانوں کی جمع پونجی ڈوب جاتی ہے آج دنیا کا کوئی ماہر معاشیات ایسا نہیں جس نے معاشرہ پر سود کے مہلک و منفی اثرات کو تسلیم نہ کیا ہو موجودہ دور کے تمام ماہرین معاشیات و اقتصادیات خواہ وہ امریکہ و یورپ کے ہوں یا روس و جاپان کے اس بات پر متفق ہیں کہ سودی نظام بہت جلد پوری دنیا کو تباہ کر دے گا، بہت جلد دنیا کے سرمایہ و وسائل کے مالک مٹھی بھر بنکار بن جائیں گے تو اس پر دنیا کے سات ارب انسانوں کے اندر جو ردعمل (reaction) ہوگا ایسی بھیانک تباہی آئے گی کہ کروڑوں اور اربوں کا خون بہے گا یہ ماہرین اقتصادیات اس کے تصور ہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔

<u>تباہی سے بچنے کا واحد راستہ:</u> موجودہ دور کے تمام ماہرین معاشیات اس نکتہ پر متفق ہیں کہ اقتصادی تباہی سے دنیا کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ سود کو ختم کیا جائے سود کی شرح کو گھٹاتے گھٹاتے صفر کی حد پر لایا جائے یا سود کی شرح صرف اتنی رکھی جائے کہ نظام چلانے کے اخراجات نکل سکیں تقریباً ایک ڈیڑھ فی صد چنانچہ گزشتہ ۸ سال سے اہل

یورپ (EEC) نے شرح سود ساڑھے تین فیصد برقرار رکھی ہے اور یہاں کے ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ اسے تدریجاً کم کرتے کرتے صفر پر یا ایک فیصد کی جائے مگر یہاں کے خونخوار بنکار جن کی بھاری اکثریت یہودیوں پر مشتمل ہے اور جو سودی نظام کی بدولت پوری دنیا کے آقا بنے ہوئے ہیں وہ اس انسانیت دشمن منحوس نظام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ سود کی بدولت ان کا ایک ایک فرد اس قدر طاقتور ہوگیا ہے کہ درجنوں ملکوں سے زیادہ دولت و سرمایہ ایک ایک کے پاس جمع ہوگئی ہے جیسے جورج سورس GEORGE SOROS اور روشیلڈ ROTHCHILD وغیرہ وغیرہ ایسا ایک شخص برطانیہ، فرانس جیسی مضبوط معیشت کو بھی ایک رات میں تباہ کرسکتا ہے جورج سورس نے ۸۰ کی دہائی میں مشرق بعید (انڈونیشیا، ملیشیاء، ہانگ کانگ) وغیرہ کی معیشت ایک رات میں تباہ کی تھی۔

مغرب کے سیاسی و معاشی نظاموں کی ناکامی: مغرب آج تک اپنے جس سیاسی نظام (ڈیماکریسی) اور معاشی نظام (فری مارکیٹ اکانومی) پر فخر کرتا تھا اور ساری دنیا کو اپنی پیروی کی دعوت دیتا تھا موجودہ بحران نے اس پر سوالیہ نشان لگادیا ہے، برطانیہ کے مشہور اخبار ڈیلی گارڈین نے کیا خوب تبصرہ کیا ہے: آج تک کہا جاتا تھا کہ جمہوریت وفری مارکیٹ توأم (جڑواں بہنیں) ہیں لیکن اس بحران نے ثابت کردیا ہے کہ آزاد معیشت جمہوریت کے ساتھ نہیں چل سکتی یہی وجہ ہے کہ امریکہ و یورپ کی حکومتیں بنکوں کو نیشنلائز کررہی ہیں حتی کہ مغربی میڈیا صدر بش کا کامریڈ بش اور USA کو USSR یعنی یونائیٹڈ شوسلسٹ اسٹیٹ ری پبلک آف امریکہ کہہ رہے ہیں مغرب کو اپنا حشر روس کی طرح نظر آنے لگا ہے کہاوت ہے کند ہم جنس باہم جنس پرواز جب حرام خوری کی لت پڑ جائے تو حلال میں مزہ نہیں آتا اس لیے مغرب قرآن کے پیش کردہ یقینی فلاح و کامیابی اور انسانی بہبودی کے معاشی نظام کے بجائے دوبارہ ردشوشلسٹ معیشت کی گلی سڑی لاش کی طرح متوجہ ہورہا ہے اور بنکوں کو نیشنلائز کررہا ہے یہ تجربہ ایشیاء میں پوری طرف ناکام ہوچکا ہے۔

موجودہ دور کے تمام ماہرین اقتصادیات صدیوں کی ریسرچ و تحقیقات اور تجربات کے بعد جس حقیقت تک پہنچے ہیں کہ اقتصادی تباہی کا واحد سبب سودی نظام ہے قرآن نے اس حقیقت کو چودہ ۱۴۰۰ سو سال پہلے انسانیت کے سامنے آشکارا کردیا تھا اور انسانیت کی بہبودی کے لیے پیغمبر اسلام نے عملاً ایسا معاشی نظام قائم فرمایا تھا جس سے انسانیت تقریباً ہزار سال تک مستفید ہوتی رہی مغرب کے متعدد بینک قرآن کے اس غیر سودی معاشی نظام کو اپنا رہے ہیں اور دن بدن غیر سودی معیشت میں اضافہ ہورہا ہے کیا اب بھی اس کا وقت نہیں آیا کہ امت مسلمہ اور مسلم ممالک قرآن کے معاشی نظام پر لبیک کہیں اور انسانیت کی رہنمائی کریں، حقیقت بالآخر خود کو منوا کررہتی ہے۔ آج نہیں تو کل دنیا کو قرآن کے پیش کردہ معاشی نظام کی طرف آنا ہی ہوگا کیونکہ اس کے سوا تباہی سے بچنے کا کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر نثار محمد *

تولید و پیدائش کے جدید طریقے

(ٹسٹ ٹیوب بے بی وسروگیٹ ماں اور اس سے متعلقہ مسائل)

زمانہ قدیم سے انسان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا رہا ہے کہ رحم مادر میں انسان کی پیدائش کیسے ہوتی ہے اور کن مراحل سے گزر کر نطفہ ایک خوبصورت انسان کا روپ دھار لیتا ہے؟ اس قسم کے سوالات کے تسلی بخش جواب پانے کے لئے انسان کو کئی صدیوں تک انتظار کرنا پڑا۔ تا آنکہ ۱۷ ویں صدی میں جدید علم الاجنہ (Embryology) نے انسانی ذہن میں ابھرنے والے اکثر سوالات کے تسلی بخش جوابات دینے کی کوشش کی ۱۷ ویں صدی سے قبل انسانی پیدائش کے بارے میں مختلف قسم کے نظریات تھے' جو تمام تر مفروضات پر مبنی تھے۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ایک مکتبہ فکر کا خیال تھا کہ انسانی پیدائش حیض کے خون سے ہوتی ہے' یہی وجہ ہے کہ عورت کے حاملہ ہونے کے بعد اس کی ماہواری بند ہو جاتی ہے۔ (۱)

۲۔ ایک اور مکتبہ فکر کا خیال تھا کہ رحم مادر میں انسان کی تخلیق صرف مرد کے منی سے ہوتی ہے اور منی میں اگر معمولی سی کمی ہو جائے تو اسی حساب سے انسان نامکمل پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ ۱۶۷۲ء میں جب ڈی گراف (De-Graff) نامی سائنسدان نے زنانہ نطفہ (بیضہ) کا پتہ چلایا تو سائنسدانوں نے یہ نظریہ قائم کرلیا کہ اس بیضہ میں پہلے سے بنا بنایا (Pre formed) ایک چھوٹا سا نظر نہ آنے والا انسان موجود ہوتا ہے۔ اور رحم میں داخل ہونے کے بعد اسکی نمو (Growth) شروع ہو جاتی ہے۔ سائنسدانوں کی اس جماعت کو اوویسٹس (Ovists) کہا جانے لگا۔ (۲)

۴۔ ۱۶۷۷ء میں جب ہیم (Hamm) اور لی یون ہاک (Lee U Von Hoek) نے مادہ منویہ میں جوہر انسانی سپرمیٹوزو (Spremetozoa) کا پتہ چلایا (۳) تو سائنسدانوں کی ایک جماعت نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ مرد کے مادہ منویہ میں پہلے سے بنا بنایا انسان موجود ہوتا ہے' سائنسدانوں کے اس مکتبہ فکر کو سپرمسٹس (Spermists) کہا جانے لگا۔ (۴)

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر چیئرمین - ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی' اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

۱۷۷۵ء تک ان مختلف الخیال سائنسدانوں میں سے کسی نے بھی انسانی تخلیق کے لئے مردانہ وزنانہ نطفوں کی اہمیت کی نشان دہی نہیں کی تھی۔ ۱۷۷۵ء میں سپلین زانی (Spallan Zani) نے پہلی بار اس کا انکشاف کیا کہ جنین (Embryo) کی تخلیق کے لئے مرد وعورت دونوں کے نطفوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۵)

لیکن ان کے برعکس جب ہم ان سائنسی معلومات کا قرآن حکیم اور نبی کریمؐ کی احادیث سے موازنہ کرتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم نے نہایت صراحت کے ساتھ انسانی تخلیق کے لئے مرد وعورت دونوں کا وجود لازمی قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: **یاایھا الناس أنا خلقنکم من ذکر وانثی** (۶)

ترجمہ: ''اے لوگوں ہم نے تمہیں مرد وعورت (دونوں) سے پیدا کیا۔''

نبی کریم ﷺ نے نہایت دوٹوک الفاظ میں انسانی تخلیق کے لئے نطفۃ الرجل اور نطفۃ المراۃ کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے ایک یہودی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

یا یھودی! من کل یخلق ' من نطفۃ الرجل و من نطفۃ المرأۃ (۷)

یعنی اے یہودی انسان مرد وعورت دونوں کے نطفوں سے پیدا کیا گیا ہے۔

مرد وعورت دونوں کے نطفوں میں کسی سے نقص ہو یا مرد وعورت کے اعضاء توالد وتناسل (Male and Female genital Organs) میں کوئی خرابی ہو تو وہ جوڑا بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ طبی اصطلاح میں اس کو انفرٹلٹی (Infertility) کہا جاتا ہے۔

اسلام نے ایک طرف اگر شادی کو انفرادی اعتبار سے انسان کیلئے باعث سکون قرار دیا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: **ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ** (۸)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی نفسوں میں سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم اس سے سکون سے رہ سکو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کا جذبہ پیدا کیا۔

تو دوسری طرف اسے اجتماعی اعتبار سے نوع انسانی کی حفاظت کے لئے ایک معاشرتی فرض قرار دیا' تاکہ شادی کے ذریعے نوع انسانی کی حفاظت کی جاسکے' اور نوع انسانی کی حفاظت تبھی ممکن ہوسکتی ہے' جب میاں بیوی بچہ پیدا کرنے کے قابل رہیں۔ اسی اجتماعی معاشرتی فرض کی طرف رغبت دلاتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے سینکڑوں سال قبل ارشاد فرمایا تھا۔ **تزوجو الودود فانی مکاثر بکم الامم** (۹)

ترجمہ: ''محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کیا کرو' اس لئے کہ میں تمہاری وجہ سے کثیر الامم نبی ہوں گا۔''

شادی کے بعد جب کوئی جوڑا بچے پیدا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے' تو معاشرے کے تمام افراد کی نظریں ان

کی طرف ہوجاتی ہیں ان میں اس جوڑے کے دوست واحباب بھی ہوتے ہیں اور باہر کے لوگ بھی' یہاں تک کہ سسرال والے بھی جب اپنی بہو کی گود کو بچے سے خالی پاتے ہیں تو وہ بھی اپنے بیٹے کے لئے دوسری شادی کا سوچنا شروع کردیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں بانجھ پن کی تمام تر ذمہ داری لڑکی پر عائد ہوتی ہے اور یہی بانجھ پن (خواہ لڑکی کی طرف سے ہو یا لڑکے کی طرف سے) بعد میں کئی معاشی' معاشرتی اور اخلاقی مسائل کو جنم لیتی ہیں۔ ۱۹ ویں صدی میں میڈیکل سائنس نے بانجھ پن کی وجوہات کا پتہ چلایا اور ان اسباب کی نشان دہی کی' جو بانجھ پن کا باعث بنتی ہے' اس کے ساتھ ساتھ اس کے لئے علاج اور ایسے طریقے بھی تجویز کئے' جس کی بناء پر اب ایک عقیم جوڑے بھی بچے پیدا کرنے کے قابل ہوسکا ہے۔

بانجھ پن کیوں ہوتا ہے؟

۱۔ مرد وعورت کے اعضاء تولد وتناسل (Male and Female genital Organs) میں کوئی نقص [۱۰]

۲۔ مردانہ نطفہ کے اخراج کی نالی (Ductus Deference) یا پیشاب کی نالی (Urethere) کا کسی بیماری کے باعث بندش [۱۱]

۳۔ سرعت انزال (Pre Mature Ejaculation) جس کی وجہ سے مادہ منویہ اپنی مطلوبہ مقام تک نہیں پہنچ پاتا [۱۲]

۴۔ مردانہ نطفہ (سپرم سلز) کا غیر متحرک' کمزور یا بیکار رہنا [۱۳]

In Active/Defective and non Motile Sperm Cells

(۵) زنانہ نطفہ (بیضہ) کے اخراج کی نالی قنات المبیض (Fallopian Tube) [۱۴] کا کسی بیماری کے باعث بندش [۱۵] (ہمارے ہاں عام طور پر ٹی بی کی وجہ سے یہ نالی متاثر ہوتی ہے)

(۶) زنانہ نطفہ (بیضہ) کا غیر متحرک کمزور یا بیکار رہنا [۱۶]

(۷) بیضہ دان (Ovaries) میں کوئی خرابی [۱۷]

(۸) رحم (Utereus) میں مخصوص قسم کی رسولی (Fibroids) [۱۸]

(۹) رحم کا نطفہ الامشاج قبول کرنے سے انکار [۱۹]

انسانی بدن کے درج بالا نقصائص کی بناء پر کسی بھی جوڑے کے ہاں بچوں کا پیدا ہونا محال ہے' لیکن بچوں کے لئے خواہش اور معاشرتی دباؤ کو ختم کرنے یا کم سے کم کرنے کے لئے طبی ماہرین نے اس پیچیدہ مسئلے کے حل کے لئے کاوشیں شروع کیں۔ تاکہ مصنوعی طریقے سے بچے کی پیدائش کو ممکن بنایا جاسکے۔

گذشتہ تیس سالوں کے تحقیق' لیبارٹری ورک اور اربوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد بالآخر سائنسدان مصنوعی

طریقہ سے بچہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے' مصنوعی طریقے سے بچے کی پیدائش کے عمل کو طبی ماہرین نے ان وٹرو فرٹیلائزیشن (In Vitro Ferti Zation) یعنی رحم کے باہر مصنوعی طریقے سے عمل بار آوری کا نام دیا۔ اور عرف عام میں اس کو ٹسٹ ٹیوب بے بی کا نام دیا گیا ہے۔[۲۰]

سب سے پہلے ۱۹۷۰ء میں ایڈورڈ (Edward) سٹپٹو (Steptoe) اور پرڈی Purdy نامی سائنسدانوں نے لیبارٹری میں کامیابی کے ساتھ مردانہ اور زنانہ نطفوں کو ملایا۔ لیکن اس سے بچے کی پیدائش نہ ہوسکی۔[۲۱] لہذا بچے کی پیدائش کو ممکن بنانے کے لئے تحقیق کے کام کو مزید تیز کیا گیا اور صرف آٹھ سال بعد ۲۵ جون' سنہ ۱۹۷۸ء میں دنیا میں پہلی ٹسٹ ٹیوب بے بی پیدا کی گئی' جس کا نام لوئس براؤن (Louse Brown) رکھا گیا۔

یہ بچی جان براؤن (John Brown) اور اس کی بیوی لیزی براؤن Lasey Brown کے ہاں مصنوعی طریقے سے پیدا کی گئی۔

طب کی تاریخ میں اس عظیم کامیابی کا سہرے ڈاکٹر سٹپٹو Dr. Steptoe اور رابرٹ ایڈورڈ Rober Edward کے سر جاتا ہے۔ جنہوں نے کئی سال مسلسل تحقیق و جستجو اور لیبارٹری ورک کے بعد اس ناممکن کو ممکن بنا دیا[۲۲]

مصنوعی طریقے سے حمل پیدا کرنے کے مدارج

EARLY STEPS FOR INVITRO FERTILIZATION

"رحم مادر کو مصنوعی طریقے سے حمل کے قابل بنانے کے تین مدارج ہیں۔

۱) مصنوعی طریقے سے پختہ بیضہ حاصل کرنا۔

۲) مصنوعی طریقے سے مردانہ نطفہ حاصل کرنا۔

۳) ان حاصل شدہ دونوں نطفوں کا مصنوعی طریقے سے رحم کے باہر ملاپ[۲۳]

ٹسٹ ٹیوب بے بی کے لئے نطفہ الرجل کے حصول کے ذرائع

(۱) شوہر کے نطفہ سے (A.I.H.S)

(۲) رضا کار کے نطفہ سے (A.I.D.S)

(۳) شوہر و رضا کار دونوں کے مخلوط نطفوں سے (A.I.H.D.S)

رحم کے باہر مصنوعی طریقے سے عمل بار آوری کے مختلف طریقے

Different Types of in Vitro Fertilization/Test Tube Baby

(۱) مصنوعی طریقے سے نطفہ الرجل کا رحم میں داخل کرنا۔

Intra Uterine Inseminataion (I.U.I

اس مصنوعی طریقہ، حمل میں پہلے سے حاصل شدہ مردانہ نطفہ (سپرم سلز) کی انجکشن کی مدد سے رحم میں اس وقت ڈال دیا جاتا ہے۔ جب عورت حیض سے پاک ہونے کے بعد اس کے نطفے (بیضہ) کے اخراج کا وقت ہوتا ہے، عام طور پر طہر کے پہلے ہفتے کے بعد آئندہ دو تین دنوں میں کسی بھی وقت بیضہ خارج ہوتا ہے، اور یوں اس بیضے کے ساتھ پہلے سے حاصل شدہ مردانہ نطفہ انجکشن کے ذریعے رحم میں داخل کر کے نطفۃ الامشاج (Zygote) بنادیا جاتا ہے۔[۲۴]

<u>(۲)　پردہ صفاق کے درمیان سے ہوکر براہ راست نطفۃ الرجل کا داخل کرنا:</u>

Direct Intra Peritoneal Insemination (D.I.P.I)

اس مصنوعی طریقہ میں عورت کی شرمگاہ کے انتہائی آخری حصہ (Posterior Fornix of Vagina) میں انجکشن کے ذریعے پہلے سے حاصل شدہ نطفۃ الرجل کو پیٹ کے زیرین حصہ (Pelvic Cavity) میں ڈال دیا جاتا ہے، جہاں سے وہ خود رحم کے باہر ہی سے قنات المبیض میں داخل ہو کر وہاں پہلے سے موجود بیضہ سے مل نطفۃ الامشاج (Zygote) بنادیتا ہے۔ اور پھر نیچے رحم میں اتر کر عمل تخلیق (Reproduction) شروع کر دیتا ہے۔[۲۵]

<u>(۳)　مردانہ وزنانہ نطفوں کا قنات المبیض میں داخل کرنا۔</u>

Gamete Intra Fallopian Transfeer (Gift)

اس مصنوعی طریقے میں ایک آلہ (جس کو لیپر وسکوپ Labaroscope کہتے ہیں کی مدد سے پہلے سے حاصل شدہ مردانہ وزنانہ نطفوں کو ناف کے نیچے پیٹ میں چھوٹا سا سوارخ کر کے قنات المبیض میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور وہاں یہ دونوں نطفے آپس میں مل کر نطفہ مخلوطہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، جس سے بعد میں تخلیق کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔[۲۶]

<u>(۴)　بار آور بیضہ کا قنات المبیض میں داخل کرنا:</u>

Zygote Intra Fallopian Tarnsfer (ZIFT)

اس طریقے میں پہلے سے حاصل شدہ مردانہ وزنانہ نطفوں کو رحم کے باہر ملا دیا جاتا ہے، مردانہ نطفہ سے جب بیضہ بار آور ہو جاتا ہے، تو پھر لیپر وسکوپ کی مدد سے اس بار آور بیضے کو قنات المبیض میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔[۲۷]

<u>(۵)　رحم کے باہر شیشے سے بنے ہوئے پلیٹ میں مصنوعی طریقے سے نطفہ الامشاج بنانا:</u>

<u>In Vitor Fertilization (IVE)</u>

اس طریقے میں نطفۃ المرأۃ (بیضہ) پہلے سے حاصل کر کے اس کو شیشے کے ایک مخصوص پلیٹ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر مصنوعی طریقے سے حاصل شدہ مادہ منویہ میں سے تقریباً ایک لاکھ تخلیقی خلیے (Spermacells) اس بیضے کے ساتھ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ لاکھوں مردانہ تخلیقی خلیوں میں سے صرف ایک خلیہ بیضہ کو بار آور بنا دیتا ہے۔ ایک رات گزرنے کے بعد یہ (Zygote) دو خلیوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اڑتالیس گھنٹے کے بعد یہ بار آور بیضہ چار خلیوں میں

تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسکو طبی اصطلاح میں Cleavage کہا جاتا ہے [۲۸] اسکے بعد اس کو انجکشن کی مدد سے فرج کے راستے رحم میں چھوڑ دیا جاتا ہے' جہاں یہ خود بخود رحم کے ساتھ چپک کر علقہ کے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔ [۲۹]

سائنسی ایجادات وانکشافات کی بدولت جہاں انسان کو بے شمار سہولتیں ملیں' جہاں اس کے بہت سارے مسائل ومشکلات حل کئے' وہاں انہیں ایجادات نے انسان کو ایسے گھمبیر مسائل میں بھی الجھادیا جس کو سلجھانے کے لئے خود سائنسدان بھی حیران و پریشان ہیں۔ [۳۰]

ان سائنسی ایجادات نے ایسے معاشی' معاشرتی' قانونی اور اخلاقی مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ جس نے ماہرین معاشیات' ماہرین عمرانیات' قانون دانوں اور مذہبی رہنماؤں کے تمام اصولوں اور اخلاقی پابندیوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ہے۔

ٹسٹ ٹیوب بے بی ان چند سائنسی ایجادات میں سے ایک ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سارے معاشی' معاشرتی اور اخلاقی مسائل نے جنم لیا۔ [۳۱]

ابتداء میں سائنسدانوں نے ٹسٹ ٹیوب بے بی پیدا کرنے کیلئے صرف اپنے شوہر کے نطفہ کو استعمال کرنا شروع کیا لیکن جلد ہی نہ صرف غیر مردوں کے نطفوں کا استعمال شروع ہوا' بلکہ مردوں کے نطفے کی خرید وفروخت کا مذموم کاروبار بھی شروع ہوا اور ان نطفہ دینے والوں کو DONOR یعنی رضا کار کے نام سے موسوم کر دیا گیا' اور اسکے لئے یہ عجیب منطق پیش کیا جانے لگا کہ کسی دوسرے کے بچے کو گود لینے سے بہتر یہ ہے کہ ایک ایسے بچے کو جنم دیا جائے' جس میں کم از کم نصف نطفہ تو اپنا ہوتا ہے۔ [۳۲]

اسی طرح بیوی کے بیضہ دان کے بیکار ہونے کی صورت میں پرائی عورت کا بیضہ لے کر اپنی بیوی کے رحم میں بار آور کیا جانے لگا۔ اور یوں اس معاشرے کے برائے نام شرفاء کے ہاں حرامی بچے پیدا کئے جانے لگے۔

مغرب کے سرمایہ دارانہ ذہن نے ہر اس کام کو جائز قرار دیا' جس میں کسی نہ کسی شکل میں دولت سمیٹنے کے اسباب ہوں' یہی وجہ ہے کہ مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے نے رحم مادر کو بھی نہیں بخشا اور اسے بھی کمائی کا ایک ذریعہ بنادیا' گزشتہ چند سالوں سے مغرب میں تأجیر الرحم (رحم کرائے پر دینا) کا گھناؤنا کاروبار شروع ہو چکا ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ جب کوئی شادی شدہ جوڑا نارمل طریقے سے بچہ پیدا کرنا نہیں چاہتا یا کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو' تو وہ جوڑے اپنے نطفوں کے لئے کسی پرائی عورت کے رحم کو کرائے پر حاصل کر لیتا ہے۔

امریکہ میں رحم کرائے پر حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ ڈیلر ہوتے ہیں۔ جو ۱۵ ر ہزار امریکی ڈالرز کے بدلے ۹ ماہ کے لئے خواتین کے رحم کرائے پر دیتے ہیں۔ لیکن اگر ڈیلر کے واسطے کے بغیر براہ راست کسی خاتون کا رحم کرائے پر حاصل کیا جائے۔ تو پھر اسے ۱۰ ر ہزار ڈالر ادا کئے جاتے ہیں۔ [۳۳]

جب سائنس اور ٹیکنالوجی کو اخلاقی اقدار سے الگ کرلیا گیا اور جماعت کے بجائے فرد کو اہمیت دی جانے لگی تو سائنس نے ترقی تو کی لیکن یہ ترقی فیضان سماوی سے محروم رہی' اور فیضان سماوی سے محروم ہونے کی بناء پر یہ ترقی بنی نوع انسان کی مجموعی بھلائی کے کام نہ آئی (۳۴)

لیکن اس کے باوجود عقل کے ان اندھوں کو ان قباحتوں اور ہولناکیوں میں بھی اپنا معاشرہ تہذیب یافتہ نظر آتا ہے۔

معزز ارباب علم دانش!

تأجیر الرم کی صورت میں بننے والی حاملہ کو سروگیٹ ماں (Surrogate Mother) کے نام سے موسوم کردیا گیا ہے۔جس کے لئے عربی میں الام البدیلة کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ (۳۵)

تأجیر الرحم کا پیشہ اتنی خطرناک شکل اختیار کرچکا ہے' کہ اٹلی میں ایک عورت نے اپنے پہلے شوہر سے ہونے والی بیٹی کے رحم میں اپنا اور اپنے دوسرے شوہر کا نطفہ مصنوعی طریقے سے ڈال کر اسے حاملہ بنادیا۔اور یوں ایک بیٹی کے رحم میں سے ایک ایسا لڑکا پیدا کیا گیا۔جو نسب کے اعتبار سے تو اسکا بھائی تھا' لیکن وضع حمل اور رحم کی مناسبت سے اس کا بیٹا بنا (۳۶) اور یوں اخلاقیات کے تمام اصولوں کی دھجیاں اڑادی گئیں۔

محترم اصحاب علم و فضل:

ٹیسٹ ٹیوب بے بی' تأجیر الرحم اور الاام البدیلة (سروگیٹ ماں) نے اسلامی معاشرے میں بہت سارے نئے فقہی مسائل کو جنم لیا ہے۔

اور ہنوں فقہی کانفرنس میں شریک علماء کرام سے بجا طور پر یہ توقع کی جارہی ہے' وہ سر جوڑ کر ان نئے مسائل کیلئے قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے جامع حل نکالنے کی کوشش کریں گے جن کی بدولت امت مرحومہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں مدد ملے گی۔

حضرات گرامی!

اب میں آپ کی خدمت میں چند سوالات پیش کرنا چاہتا ہوں آپ حضرات کوئی حتمی رائے دینے سے قبل اس موضوع کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھیں۔

سوالات:

۱۔ کیا انتہائی مجبوری کی حالت میں ایک جوڑے کو اپنے ہی نطفوں سے ٹسٹ ٹیوب بے بی پیدا کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ (یادرہے کہ شیخ الازھر نے میاں بیوی ہی کے نطفوں سے ٹسٹ ٹیوب بے بی پیدا کرنے کو جائز قرار دیا ہے) ۳۶

۲۔ کیا شوہر کے علاوہ رضاکار کے نطفہ سے پیدا ہونے والے بچے پر ولد الزنا کا اطلاق ہوسکتا ہے؟

۳۔ اگر یہ بچہ ولد الزنا ہے تو حد کس پر جاری کیا جائے گا؟ بچہ جننے والی عورت پر یا رضا کار پر؟

۴۔ کیا رضا کار کے نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ پرورش، نفقہ اور وراثت میں حقیقی اولاد کی طرح ہوگا یا نہیں؟ (یاد رہے کہ برطانوی قانون کے تحت رضا کار کے نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ حق وراثت سے محروم قرار دیا گیا ہے۔(۳۷)

۵۔ کیا شرعاً تاجیر الرحم جائز ہے؟ اگر نا جائز ہے تو کیا ایسی عورت پر حد جاری کیا جاسکے گا یا نہیں؟

۶۔ کیا ایک شادی شدہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رحم کی بکنگ کر سکتی ہے۔؟

۷۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو تاجیر الرحم کی اجازت دے تو اس صورت میں پیدا ہونے والے بچے کا اس عورت کے حقیقی بچوں سے رشتہ کیا ہوگا؟

۸۔ ایک کثیر العیال عورت کا کوئی ذریعہ روزگار نہیں، اور وہ اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے بدکاری کرتی ہے، کیا بدکاری سے بچنے کے لئے وہ اپنا رحم کرائے پر دے سکتی ہے؟

۹۔ کیا ایک شوہر اپنی دو بیویوں میں سے ایک کا بیضہ لے کر دوسری بیوی کے رحم میں ڈال سکتا ہے؟

۱۰۔ کیا شرعاً نطفوں (مردانہ وزنانہ) کی خرید وفروخت کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ اگر نہیں تو نطفوں کی خرید و فروخت کرنے والوں کے لئے تعذیر کیا ہوگی؟

۱۱۔ کیا ایک عورت اپنے رحم میں بیک وقت دو بچے پیدا کرنے کے لئے اپنے نطفہ الامشاج کے علاوہ غیروں کا نطفۃ الامشاج داخل کر سکتی ہے اوران دونوں بچوں کا آپس میں رشتہ کیا ہوگا؟

حواشی

(۱) An Introduction to Embryology P:7

(۲) Foundation of Embryology PP:S-7

(۳) The Developing Human P:9

(۴) دیکھئے حوالہ نمبر ۲　(۵) دیکھئے حوالہ نمبر۲　(۶) الحجرات ۴۹:۱۳

(۷) مسند احمد ۱:۴۶۵　(۸) الروم ۳۰:۲۱

(۹) (الف) سنن ابوداؤد کتاب النکاح (ب) سنن نسائی کتاب النکاح

(۱۰) Clinical Embroyology P:9

(۱۱) Gynaecology Illustrated PP:466 -468

Journal of American Association for the Advancement of Science,1962,P147

(۱۲) Year Book of Obstetrics and Gynaecology 1977, P:351

(۱۳) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۱۔
(۱۴) Text book of obstetrics and gynaecology P:559
Fundamentals of Obstetrics and Gynaecology PP:21-29
(۱۵) ایضاً (۱۶) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۱ ۔ص ۴۶۲
(۱۷) Science, Journal (Sci,J) London 6:37, 1970
(۱۸) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۱ ۔ص ۴۵۸ (۱۹) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۴
(۲۰) Gynaecology By Ten Teachers P:234 (۲۱) ایضاً
(۲۲) خلق الانسان بین الطب والقرآن ص :۵۲۷. ۵۳۰ المجتمعة . مجلة الاسلامية جمادی الأخرة ۱۴۱۰ھ ص :۴۶. ۴۸. (۲۳) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۰
(۲۴) (الف) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۴۔ (ب) ایضاً حوالہ نمبر ۲۰
(۲۵) (الف) Principles of Gynaecology PP:604-606 (ب) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۰
(۲۶) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۴ (ب) ایضاً حوالہ نمبر ۲۰ (۲۷) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۰
Invitro Fertilization / Embryo Transfer in the United States in 1985, Fertile Sterile (jr)
(۲۸) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۰ ص۔۲۳۶
(۲۹) Proceeding of World Congress of in vitro Fertilization and Alternate Assisted Reproduction, 1989
(ii) To be or not to be ? That is conception! Managing in Vitro Fertilization Programs, 1990
(۳۰) مقدمہ سائنس و مسائل امروز و ص ۴۰۔۴۱ (۳۱) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۲
(۳۲) دیکھئے حوالہ نمبر ۱۲۔ ایضاً حوالہ نمبر ۲۵
(۳۳) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۲ (ب) طبی فقہی مسائل ورکشاپ خطبہ افتتاحیہ۔ ملک معراج خالد ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
(۳۴) ۳۰ جون سنہ ۱۹۹۵ء
(۳۵) Medical Dictionary (english to Arabic) under the heading"surrogate"
(ii) Lets be honest with one an other, the in vitro fertilization pregnancy rate......
Fertile Steril (Jr) 1985:43 : 511-3
(۳۶) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۲ (۳۷) دیکھئے حوالہ نمبر ۲۵ ص:۶۰۶

مراجع ومصادر

۱۔ قرآن کریم۔ ۲۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی، سنن ابوداؤد، مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۔ ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی مکتبہ سلفیہ لاہور
۴۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، دار الفکر بیروت۔
۵۔ طبی فقہی مسائل (ورکشاپ) منعقدہ زیر اہتمام شعبہ فقہ وقانون، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۸۔۳۰ جون ۱۹۹۵ء
۶۔ عبدالرؤف نوشہروی۔ سائنس اور مسائل امروز۔ آل ایجوکیشن کانفرنس کراچی ۱۹۸۲
۷۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔ جدید فقہی مسائل، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
۸۔ محمد علی البار۔ خلق الانسان بین الطب والقرآن. الدار السعودیة للنشر والتوزیع سعودی عربیہ ۱۹۸۸ء
۹۔ المجتمع۔ مجلة الاسلامية جمادی الآخرة ۱۴۱۰ھ لجنة الدعوة الاسلامية . کویت

۱۰۔ میڈیکل ڈکشنری (انگلش۔عربی) محمد یوسف الحی مکتبہ العربیۃ لبنان۔

۱۱۔ American Journal of obstet and gynecol Vol:166- No I Part I January 199?

۱۲۔ Austin C.R, The egg and fertilization, Sei, J (London) 6:37,1970

۱۳۔ Behrman S.J (etc) Progress in infertility 3rd edition 1988, Bostan,

۱۴۔ Bradley M. Pattan, Foundation of embryology, M.C Graw Hill Book Co London 1964

۱۵۔ B.I Bailansky, An introduction to Embryology, Hott. Saundors Newyork, 1981

۱۶۔ Bishop, D-Sperm Motility, Physiol Rev 42:1,1962

۱۷۔ Derek. L Jones, Fundamentals of Obstetrics and Gynaecology Vol. 2 (5th Edition 1990) English Language book society London.

۱۸۔ Dew Hursts, Text book of obstetrics and gynaecology (5th edition 1995, Marston book Service Ltd Oxford.

۱۹۔ Gavan (etc) Gynaecology illustrated (4th edition) Churchill Living stone.

۲۰۔ H.M. Carey, Clinical uses of Female sex steroids, Buttor worth Sydney, 1978

۲۱۔ Insler V and Lunenfeld B. Infertility: Male and Female, Churechill Living stone Newyork, 1986

۲۲۔ Jeffcoate, Principles of Gynaecology (4th Edition) Butter worth sydney.

۲۳۔ Jeoffrey V. P, Chamber Lain, Gynaecology By ten teachers (16th Edition 1995) ELBS. The bath Press Avon.

۲۴۔ Keith. L.Moore, The Developing Human, W.B. Saunders Co.London, 1983

۲۵۔ Medical Research International, the American - Fertility Society Special Interest group, IVF. Embryo transfer in the U.S.A 1985, 1986, 1987, 1988

۲۶۔ Pitkin, 1977 year book of obstetrics and Gynaecology; Year book Medical Publishers INC London.

۲۷۔ Proceeding of the 4th world congress of IVF and Alternate Assisted Reproduction, Jerusalem, 1989.

۲۸۔ Ricard. S.Snell, Clinical Embryology (3rd Edition 1983) Lille Brown Co. Bostan.

۲۹۔ Soules Mr. The in Vitro Fertilization Pregnancy Rate, Let us be honest with one an other, Fertil steril 1985:43 :511-3

۳۰۔ Spermetozoon Motility Publication No 72 (J.A.A.A.S) Washington D.C.1962

۳۱۔ Wood C & trounson, A (1989) (eds) Clinical in vitro fertilization (2nd edition) London.

۳۲۔ World Health Organization (1987). WHO Labortory Manual for the examination of Human Seman, Cambridge University Press.

ضبط وترتیب: حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

مکتوبات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ

بنام حضرت مولانا حافظ محمد اسرار الحق صدیقیؒ

فاضل دیوبند وسابق استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ

مولانا حافظ اسرار الحق صدیقی دارالعلوم دیوبند کے جید فاضل اور دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی دور کے استاذ تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کے حافظے اور ذہانت سے نوازا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نہایت سریع القلم بھی تھے، انہی خصوصیات کی بنیاد پر آپ نے اپنے دور طالب علمی میں اکثر اساتذہ کے دروس وتقاریر کو قلمبند فرما کر ایک بڑا علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔افسوس کہ یہ عظیم علمی لعل وجواہر تاحال شائع نہیں ہو پائے۔ بقول آپ کے فرزند برادرم جناب درّ کامل صاحب کے آپ کے والد علمی انہماک کی بنیاد پر اس بڑھاپے میں بھی اکثر اوقات اُن تقاریر وامالی کی تصحیح وتبییض میں مصروف رہتے تھے شاید وہ اس کے چھاپنے کا ارادہ کئے ہوئے تھے۔یہ تحریرات ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی جلد اشاعت کا ذریعہ اور وسیلہ بنائے۔(امین)

احقر کو آپ کے فرزند نے حضرت موصوف کی لکھی ہوئی مندرجہ ذیل تقاریر دکھائیں۔ان کی تفصیل یہ ہے۔

اسرار القرآن (تفسیری افادات)۔ خطبات (حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)۔ خطبات (حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ)۔ تقریر مسلم شریف (مولانا بشیر احمد خان مدنیؒ نائب ناظم تعلیمات دیوبند)۔تقریر بخاری شریف (شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ)۔تقریر ترمذی شریف (حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ)۔تقریر سنن ابن ماجہ (حضرت مولانا قاری طیب قاسمیؒ)۔تقریر سنن ابی داؤد (حضرت مولانا قاری طیب قاسمیؒ)۔تقریر مشکوٰۃ (حضرت مولانا قاری طیب قاسمیؒ)۔تقریر تصریح (مولانا بشیر احمد خان)۔ آداب العالم والمتعلم (ادب)۔

(۱۲) متنبی (ادب) (مولانا فخر الحسنؒ)۔تقریر کافیہ۔ (۱۴) تقریر نفحۃ الیمن (ادب)

مقصود کی طرف آنے سے قبل مکتوب الیہ کا مختصر سوانحی خاکہ پیش ہے۔

نام ونسب: حافظ اسرار الحق صدیقی بن محمد انوار الحق صدیقی مرحوم بن فضل محمود بن عبدالرزاق بن شیخ حسن الدین بن

زین العابدین۔

قومیت: نسلاً آپ صدیقی ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا کر ملتا ہے۔

پیدائش: ۱۹۲۷ء پشاور کے علاقہ یکہ توت کے ایک محلے مردیکما میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: ۱۹۴۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول پشاور نمبر ا سے میٹرک پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم کے لیے اس زمانے کے واحد صوبائی ادارہ دارالعلوم رفیع الاسلام بھانہ ماڑی، پشاور میں داخلہ لیا۔ یہاں مولانا عبداللطیفؒ، مولانا فضل صمدؒ، مولانا ایوب جان بنوریؒ اور مولانا فضل الرحمنؒ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

اعلیٰ تعلیم وفراغت: ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کرنے کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی ترغیب وتشویق سے ۱۳۶۴ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں وسطانی اور منتہی درجات پڑھنے کے بعد ۱۳۶۶ھ میں فراغت پائی۔ آپ کی سند کا نمبر ۴۱۹۰ ہے۔ دوران تعلیم آپ اپنی ذہانت وفطانت کی بدولت ہر سال دیوبند میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔ سننے میں آیا ہے کہ آپکے دورۂ حدیث کے پرچے دیوبند میں نمونہ کے طور پر رکھے گئے۔

درس وتدریس: ۱۵ شوال ۱۳۶۸ھ سے دارالعلوم حقانیہ میں اعزازی طور پر (بغیر کسی معاوضے کے) مدرس مقرر ہوئے۔ یہاں موصوف علم ادب کی کتابیں پڑھاتے۔ چند سال پڑھائی کے بعد بوجوہ یہ سلسلہ منقطع ہوا۔ تاہم آپ اپنے مطب میں تشنگان علوم نبوت کی پیاس بجھاتے رہے۔ صدہ کے علاقہ تینندو میں بھی عرصہ پانچ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ موصوف دارالعلوم سرحد کے مجلس شوریٰ کے بنیادی رکن بھی تھے۔

طب وحکمت: طب وحکمت آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ اکوڑہ خٹک میں الکوثر میڈیکل ہال کے نام سے مطلب قائم کیا تھا جسمیں ۱۹۹۵ء تک علاج ومعالجہ کی خدمات میں مشغول رہے۔ خانوادۂ حقانی کے علاج ومعالجہ کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا جاتا۔

پشاور میں سکونت: ۱۹۸۸ء کو آپ پشاور منتقل ہو گئے۔

اخلاق وعادات: آپ نہایت' متواضع' بے نفس اور نظم وضبط کی زندگی گزارنے کے قائل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے دوست احباب واساتذہ اور مشاہیر کے خطوط محفوظ رکھے۔ اس کے علاوہ آپ معمولات کی ڈائری لکھنے کے بھی عادی تھے۔

اسفار: عین شباب میں ۱۹۵۸ء حج ادا کیا آخری حج ۱۹۹۹ء میں ادا کی۔

اولاد: دو بیٹے، وقار الحق اور درّ کامل جبکہ بیٹیاں تین ہیں۔ مؤخر الذکر بیٹا علمی ذوق کا حامل ہے۔ اس لئے وہ اپنے والد کے قلمبند کیئے ہوئے علمی افادات کو شائع کرنے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔

وفات: ۳رمئی ۲۰۰۱ء کو سڑک کے ایک حادثے میں انتقال کر فرما گئے۔ نماز جنازہ ۴رمئی کو ادا ہوا۔

(1)

کوڑہ خٹک۔ ۲ر رمضان ۱۳۶۶ھ

محترم المقام برادرم مولانا صاحب۔ بعد از سلام مسنون گزارش ہے کہ بندہ بخیر و عافیت ہے' امید ہے کہ اب بھی بعافیت دیوبند سے پہنچ گئے ہوں گے۔ آپ کا کوئی گرامی نامہ نہیں آیا موانع بخیر باد۔ امید ہے کہ والد بزرگوار بھی بخیریت ہوں گے۔

دیوبند سے فراغت پر مبارکباد: آپ کو اور جناب کے والد صاحب کو فراغت دورہ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم کو باعث فیض و احیاء سنت کا ذریعہ اور وسیلہ بنائے۔

گزارش ہے کہ تین یا چار تولہ دواء المسک جواہر والا معتدل اور ۳۰ تولہ خمیرہ بنفشہ پشاور کے حکیم سے خرید کر لاری کے اڈہ میں یا اسٹیشن میں کسی واقف شخص کو جو اکوڑہ آتا ہو دے کر بندہ کو بھیج دیں۔ ارسال سے متعلق خط کے ذریعہ اطلاع دیں والد ماجد کو سلام۔ والسلام عبدالحق

(2)

اکوڑہ خٹک۔ ۱۴ر رمضان ۱۳۶۶ا

بخدمت شریف برادرم مولانا حافظ محمد اسرار الحق صاحب

بعد از سلام مسنون گزارش ہے کہ جناب کے دونوں گرامی نامہ بھی ملے اور دوائی بھی موصول ہوئی۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ آپ کو تکلیف دی امید ہے معاف فرمائیں گے۔

سالانہ امتحان میں اول آنے کی امید:

برادرم بندہ کی قلبی تمنا ہے اور موجب فرح و سرور ہوگا کہ آپ اول نمبر پر آجائیں' امید ہے باری تعالیٰ سے کہ وہ فضل کریں گے۔ بہر تقدیر اس پر باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند کریم نے آپ کو قابلیت و استعداد کامل وجذبہ عمل عطا فرما دیا ہے۔ جو اصل چیز ہے اور باقی چیزیں نمائشی ہیں' اگر میسر ہو تو خوشی کی چیز اور اگر نہ ہو تو بھی قابلیت و استعداد کی موجودگی بہت بڑا انعام ہے۔ رب العزت سے اس کے عدم حصول پر کوئی افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ مسلم شریف میں آپ کے نمبر ۵۳ ہیں' باقی خدا کرے کہ بقیہ کتب میں بھی آپ کے نمبر اعلیٰ ہوں' اگر والد صاحب اجازت دیتے ہوں تو آئندہ سال بقیہ کتب پڑھنے کے لئے دیوبند جانا انسب ہے۔

شیخ الحدیثؒ کی خالہ کا انتقال:

بندہ سے عریضہ لکھنے میں دیری ہوئی' بندہ کی خالہ کا انتقال ہوا تھا اس لئے چند دن مردان میں رہا' اپنے والد ماجد کو بندہ کا سلام عرض کر دیں' عبدالجمیل لوند خوڑ میں ہی ہے۔ میرے والد ماجد کی طرف سے سلام قبول باد۔ بندہ عبدالحق

(3)

محترم المقام برادر مولانا حافظ محمد اسرار الحق صاحب

بعد از سلام مسنون گزارش ہے کہ حامل رقعہ جس سے آپ کی ملاقات دیوبند میں ہو چکی ہوگی۔

دیوبند جانا اور ذرائع آمد و رفت کی مسدودیت:

دیوبند جانے کا ارادہ کرتے ہیں' ذرائع آمد و رفت کی مسوودیت نے سب کو مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ بہر تقدیر اگر ممکن صورت ہو تو اس کی واقفیت پشاور کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ آپ مولانا موصوف پر پشاور کا سیر بھی خوب کرائیں اور ہوائی جہاز کے ذریعہ رفت آمد کا کوئی جدید انتظام ہو یا گاڑی یعنی ریل کا انتظام ہو سکے۔ کرایہ وغیرہ بھی معلوم کریں اگر پشاور سے لاہور ریل میں سفر اختیار کیا جائے اور لاہور سے جہاز کے ذریعہ تو یہ کیسے ہوگا؟ تفصیلی معلوم فرمایئے گا۔ والسلام بندہ عبدالحق

(4)

حضرت مدنی کی تقاریر ترمذی

محترم المقام مولانا المحترم زید مجدکم۔ گزارش ہے کہ تقاریر ترمذی و بخاری کی تمام جلدیں بندہ کے پاس ہیں۔ مگر ایک جلد غیر مجلد ترمذی شریف کی' جس کی شروع باب اوقات الصلوۃ سے ہے وہ آپ کے پاس ہے۔ براہ کرم اس کو بدست حامل رقعہ ہذا ارسال فرمادیں' اگر آپ مسجد میں تشریف فرما ہوں تو بعد از فراغ سمیع الحق کو اپنے ساتھ لے جا کر عنایت فرمادیں اللہ تعالیٰ جزا خیر دے۔ والسلام بندہ عبدالحق

(5)

محترم المقام حضرت مولانا المحترم زید مجدکم۔ بعد از سلام مسنون گزارش ہے کہ ماہ رمضان المبارک کا ورود مسعود ہو رہا ہے۔ جناب والا شان کو خداوند کریم نے نعمۃ عظیمہ (حفظ قرآن) سے نوازا ہے۔ تعمیل سنت تو آپ فرماتے ہوں گے۔

تراویح میں ختم قرآن کا تقاضا: برسبیل مذاکرہ ابتدء سال میں آپ نے اغلباً فرمایا بھی تھا کہ یہ احسان بندہ پر بھی فرمائیں گے۔ یعنی ختم قرآن مجید تراویح میں ہماری مسجد میں سنائیں گے۔ ابھی تک میری گفتگو اس سلسلے میں کسی سے نہیں ہوئی۔ جواب سے مشرف فرمائیں عبدالحق

(6)

مخدومی المکرمی مہربانم جناب حافظ صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش ہے کہ آج ۱۳ رجمادی الاول سے ۱۷ رجمادی الاولیٰ شش ماہی امتحان لیا جائیگا۔

تقریری امتحان کی دعوت: عرض ہے کہ حقیقی کا امتحان جس وقت آپ کو فرصت ہو لیں لیکن اگر جناب والا تاریخ سے مطلع فرمائیں گے تو اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ والسلام: آپ کا ادنیٰ ترین خادم عبدالحق عفی عنہ

(7)

محترم المقام حضرت مولانا المحترم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ:

سپاسنامہ کا لکھنا:

ابھی موضع بٹ خیلہ کے قاضی صاحب کا ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک سپاسنامہ کا لکھنا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بغیر آپ کے کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔ اور آنجناب کے عوارضات بھی از حد ہیں' حیران ہوں کہ کیا کروں' بہر تقدیر آپ کی خدمت میں عریضہ بھیج رہا ہوں اگر برادرم تھوڑا سا وقت بھی اس کے لئے فارغ کر کے تحریر فرما سکیں تو بہتر ہو گا۔ والسلام: آپ کا خادم عبدالحق عفی عنہ

(8)

محترم المقام بزرگوار مہربانم حضرت مولانا المحترم دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

دار العلوم حقانیہ کا اجلاس دستار بند: مہربانم اگرچہ آنجناب کے مشاغل از حد زیادہ ہیں مگر جس پودہ کو آپ نے اپنی دست مبارک سے لگایا ہے اور جس کی آبیاری آپ فرماتے رہتے ہیں اور آپ کے احسانات اس پر از حد ہیں اسی آپ کے دست مبارک کے لگائے ہوئے پودے یعنی دار العلوم حقانیہ کا اجلاس دستار بندی ہو رہا ہے۔ جس کی تاریخ انعقاد ۱۱۔۱۲ رمئی ۵۴ء۔ امید ہے کہ حسب سابق اپنی سرپرستی سے ناچیز کو اور دار العلوم کو عزت بخشیں گے۔ خداوند کریم برادرم کی مشکلات کو دور فرما دے۔ اور عافیت کاملہ سے آنجناب کو نوازے' آمین۔

بندہ ناچیز عبدالحق عفی عنہ از دار العلوم حقانیہ

(9)

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

بیٹوں کی شادی کے تہنیت پر شکریہ: بچوں کے عقد نکاح کے بارہ میں نامہ تہنیت نے بے حد ممنون فرمایا۔ آپ کے اس پر خلوص محبت کا تہہ دل سے ممنون ہوں' حق تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرما دے اور محبت کے ان روابط میں بیش از بیش اضافہ ہو۔ دعوات صالحہ سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ کی یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں

والسلام: بندہ عبدالحق غفرلہ مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ پشاور

اشک ریز: حافظ محمد ابراہیم فانی
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جذباتِ غم

اے غم فرقت وہی مغفورۂ مولا گئیں

۱۴۲۹ھ

(اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کے سانحہ ارتحال پر نذرانہ اشک)

صورتِ صبرو قناعت پیکر تقویٰ گئیں — سوئے علیین سوئے جنۃ المأویٰ گئیں
مؤمنہ تھیں عابدہ تھیں زاہدہ تھیں قانتہ — صابرہ تھیں وائے حسرت جانب عقبیٰ گئیں
روز و شب مشغول ذکر حق رہیں جو دائماً — شاکرہ ہرحال میں ایک رحمت کبریٰ گئیں
ملت بیضاء کے غم میں اشک افشاں رات دن — خانداں کے واسطے موج سکون افزاء گئیں
دور دنیاوی شکوہ وشان وشوکت سے رہیں — نازش فقر و رضا بس اک در یکتا گئیں
باحیا و پاک طینت اب ہے زیرگور آہ — دین ختم المرسلینؐ پر عاشق وشیدا گئیں
آسیا گرداں رہی اللہ و لب قرآن سرا — ہائے قسمت وہ مثالِ سیرت زہراؓ گئیں
یادگار عظمت رفتہ رہیں لاریب وہ — بزم قدسی سے شبیہ رابعہ بصریٰ گئیں
شان استغنا وخودداری میں بھی تھیں بے بدل — کس وقار و تمکنت سے عالم بالا گئیں
صرف کردی زندگانی خدمت قرآں میں آج — اے غم فرقت ''وہی مغفورہ مولا'' گئیں
ہاتف غیبی نے فانی یوں کہا رحلت کا سال — یاحمید وہ سراپا نعمت عظمیٰ گئیں

۲۰۰۸ء

مادۃ سال وفات : ادخلی فی عبادی وادخلی جنتی .یوحی الٰھی

۲۰۰۸ م

وادخلی جنتی قال مقدم — آہ بغم فراق

۱۴۲۹ھ — ۱۴۲۹ھ

ادارہ

افکار وتاثرات ______ قارئین بنام مدیر

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم،مزاج گرامی۔

(۱) ملک میں آپ کی سیاسی، سماجی اور مذہبی حیثیت کے متعلق کسی قسم کا ابہام نہ ہے، خاص طور پر صوبہ سرحد میں آپ، اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۲) مغرب نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگوں کی انتقامی کاروائی (دہشت گردی ختم کرنے کی آڑ میں) شروع کررکھی ہے اس وقت دنیا میں جہاں کہیں بھی لڑائی ربدامنی ہے، وہ صرف مسلمان ملکوں میں ہے۔

(۳) آج ''نوائے وقت'' کے ایک مضمون میں ''پاکستان کے خلاف ''گریٹ گیم'' از باما کے لیے عراق یا افغانستان نہیں، پاکستان بڑا مسئلہ ہے'' صدر بش یعنی بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے۔ہم زمینی حقائق پر نظر کریں۔مثلاً

(۴) جنگ عظیم دوم کے اختتام سے پہلے مغرب کا ہر ملک ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا لیکن بعد میں ایسے تھکی شکر ہوئے کہ کسی ملک کی سرحد پر ایک گولی بھی نہیں چلائی گئی۔ بلکہ NATO اور یورپین یونین تشکیل ہوئیں اور مغرب نے جنگ ایشیاء اور افریقہ کی طرف دھکیل دی ہے۔

(۵) مغرب کے خفیہ ہاتھ ہر وقت نئے سے نیا کھیل کھیلتے ہیں۔پاکستان میں سیاستدانوں کو اقتدار کی جنگ میں الجھایا ہوا ہے اور اسی آڑ میں اپنا ''کام'' خاموشی سے نکال رہے ہیں۔حکومت والے اپنی کرسی بچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔اور دوسرے کرسی گرانے کے طریقے ڈھونڈتے ہیں، عوام کوئی ایک اژدھے نگل رہے ہیں۔

(۶) یہ کیا افسانوی نظریہ ہے کہ قتل وغارت کر کے اور بدامنی پھیلا کر ''امن'' قائم کیا جائے۔

خیر اندیش: میر غلام رسول

بلاک الحسین، رسول نگر ضلع گوجرانولہ

مخدوم زادہ ذی قدر حضرت راشد الحق سمیع صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔

اس دن آپ سے اور حضرت استاد سے ملاقات واستفادہ اور علمی وادبی مجلس نے بہت نفع پہنچایا۔ ''الحق'' کا

تازہ شمارہ پڑھا، اس بار کا ''الحق'' نہایت ہی شاندار و جاندار ہے، ہر مضمون کا انتخاب ماشاء اللہ! بہت موزون اور بروقت ہے ''الحق'' کا یہی معیار ہونا چاہیے اور اس کو مزید آگے بڑھنا چاہیے۔

آپ کا ذاتی کالم، استاد مکرم کی حرمین شریفین میں پہلی حاضری کی آٹھویں قسط، مفتی غلام قادر کی تحریر ''مروجہ اسلامی بینکاری'' کا ایک جائزہ، مولانا ذاکر حسن کا مضمون ''اسلامی بینکاری اور علماء کی ذمہ داری'' شہکار اور علمی اور ادبی تحریریں ہیں۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی علمی، ادبی، تاریخی اور تصنیفی کاوشوں کے سلسلہ میں برادر عزیز سید حبیب اللہ شاہ حقانی نے آغاز کار کردیا ہے پہلی قسط اسی ہفتہ ماہنامہ ''الحق'' کے لیے بھیج دی جائے گی۔ مشن اور اہداف کے لحاظ سے یہ سلسلہ ترجیحی طور پر ماہنامہ ''الحق'' میں چلنا چاہیے۔

استاد مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی سوانح پر کام کرنا چاہتا ہوں، ایک ضخیم نمبر کی صورت میں بھی اور مختصراً اپنے منہج کے سوانح کی صورت میں بھی۔ آپ کی ممکنہ تعاون کی صورت میں کیا ہوگی۔

والسلام : (مولانا) عبدالقیوم حقانی

مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ و مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''القاسم''

محترم جناب مولانا راشد الحق صاحب سمیع مدظلہ العالیہ مدیر الحق

سلام مسنون مع نیاز مقرون!　　عرصہ دراز سے یہ فکر دامن گیر رہی کہ جناب سے رشتہ خط و کتابت قائم کرسکوں مگر ہمیشہ تقدیر ربانی تدبیر انسانی پر غالب رہی بقول حضرت علیؓ ؎ عرفت ربی بفسخ العزائم

آج یہ پہلی تحریر خواب تدبیر کی تعبیر ہے، مکاتیب سے غرض اصلاح بھی ہے اور تمنائے دل کی داروگیری بھی، جناب کو کچھ لکھنا ''چھوٹی منہ بڑی بات'' کے مترادف ہے ہاں! ایک بات ضرور کہوں گا جو علی میاںؒ نے حضرت مدنیؒ کے متعلق لکھی تھی ''کہ بڑوں کے بارے میں کچھ لکھنا یا کہنا خود بڑا ہونے کی دلیل نہیں'' اس بات کا سہارا لیتے ہوئے چند بے ربط کلمات لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں آداب کی بجا آوری نہ ہونے پر ابتداء و منتہاء معذرت کا ملتجی ہوں ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف --- عہد لاشعوری میں جو رسائل محور نگاہ ہوتے تھے ان سب میں ''الحق'' سرفہرست تھا سمجھ میں آیا یا نہ آیا، مطالعہ ترک نہیں کیا اسکا اثر یہ ہوا کہ آج اسکے مطالعے کے بغیر خیالات ادھورے رہتے ہیں، الحق کا انداز عالمانہ، اسلوب ادیبانہ، مزاج محدثانہ، افکار محققانہ اور منظر فقیہانہ الغرض امتزاج ہائے حسین کا مرقع ہے۔

گزشتہ شمارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا سفرنامہ حجاز دیکھا جو پینتالیس ۴۵ سال قبل کی روداد حسین اور داستان آفرین ہے یہ ان ایام ماضیت کا تذکرہ ہے جس کی تصدیق کے لیے یہ ''مصرعہ'' کافی ہے ؎ یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا۔۔۔ جب حال یہی ہو اور تحریر کا محل، تاج محل ہی نہ ہو بلکہ وادی غیر ذی

ذرع کی کہانی ہوتو اندازہ کیجئے، جی ہاں! عشق کی گرمی سے بھر پور تو کیا محبت کی سوز سے معمور تو ضرور ہوگا، اس سفر ناموں کی اصلی حقیقت اور حقیقی عزت میری نگاہوں میں دو باتیں ہیں، ایک اس کی انشاء سلاست کہ حضرت شیخ الحدیث نے اس میں انتہائی سادگی کے باوجود کمال حسن دکھایا ہے سہل الفاظ، سادہ ترکیبیں اور شاعرانہ تخیل، اس لیے انشاء کی حیثیت سے اس کی اہمیت کے لیے یہی کچھ کافی ہے۔ دوسری چیز تاثرات اور وجدانیات ہیں جو عینی مشاہدات، قلبی کیفیات، روحانی تاثرات اور نظریاتی جذبات ان پر منکشف ہوئے ہیں انہوں نے الحق میں مضامین کی صورت میں منعکس کیا ہے۔ جو اس رسالے کے فقرہ فقرہ سے نمایاں ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب دل نے کاغذات کی سطح پر اپنے دل کے ٹکڑے پھیلائے ہیں۔۔۔ جناب کی شدت انتظار کا مشکور ہوں اور عنایت شفقت کا ممنون!

والسلام: اسیر عقیدت مولانا آزادؒ عطاء اللہ شاہ تحسینی

پتہ: متعلم عطاء اللہ شاہ ابن قاری محمد عبداللہ بنوں درجہ سابعہ جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور

مکرمی محترمی جناب مدیر اعلیٰ صاحب زیدہ مجدہ۔

السلام علیکم! بعداز ہومیو پیتھک ڈسپنسری نزد جامع مسجد A.S.C کالونی نوشہرہ کینٹ کے پتہ پر آپ اعزازی ماہنامہ شعبان ۱۴۲۹ھ ملا۔ برخوردار راشد الحق سمیع حقانی کا مضمون اگست ۲۰۰۸ء "ظلم وجبر کی علامت پرویز مشرف کی شرمناک رخصتی" پڑھ کر دلی خوشی ہوئی اور اس نے جناب شیخ الحدیث کی یاد تازہ کرادی، اللہ تعالیٰ ان شخصیات کے پوتوں کو قبول کرے کیونکہ اکثر صاحبزادگان تو پٹڑی سے اتر چکے ہیں اور جذبہ تنافس میں بہہ گئے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس سے بیشتر حضرت مولانا عزیز گل اسیر مالٹا کے پوتے عدنان کاکا خیل نے بھی خوش کیا تھا، الحمدللہ اللہ ان کی ہمتوں کو مزید بڑھائے۔ "پرویزی آمریت کا تسلسل" ۱۶ رتا ۲۲ رجولائی ۲۰۰۸ء ختم نبوت "خلافت وجمہوریت" کے چند سطور ملاحظہ ہوں:

آج کل دنیا کے بیشتر ممالک میں جمہوری نظام رائج ہے اور جمہوریت عصر حاضر کا سب سے بڑا بت ہے جسے توڑے بغیر اقامت دین کا فریضہ بجالانا ممکن نہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ہم نفاذ اسلام کی نیک آرزوؤں کے ساتھ ساتھ جمہوریت کو بھی گلے لگائے رکھنا ضروری سمجھتے ہیں، اس کتاب میں اپنوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام اور جمہوریت دو ایسی متضاد چیزیں ہیں جن میں سمجھوتہ ناممکن ہے،

"انتخابی سیاست نے ہم کو بے عزتی، بے حرمتی دی، ہم غلام بن گئے، ہمارا ملک تباہ ہوگیا اب انتخاب نہیں انقلاب کی ضرورت ہے کیونکہ اسکے سوا کوئی راستہ نہیں۔ (جنرل (ر) حمید گل ماہنامہ الدعوۃ لاہور ربیع الاول ۱۴۲۷ھ اپریل ۲۰۰۶ء)

اب جبکہ دنیا کے کسی خطے میں بھی سرمایہ شکن خدا پرست طاقت برسر اقتدار نہیں ہے، ضروری ہے اور انسانیت کا طبعی

تقاضا ہے کہ سرمایہ شکنی اور خدا پرستی کے مجموعی پروگرام پر انقلاب بر پا ہو۔ یہ انقلاب کس خطے میں ہوگا۔ وہ چیز جس پر میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ اگر کسی سیاسی انقلاب کا تقاضا یہ ہوا کہ ہندو ہندوستان میں کوئی پائیدار کل قومی حکومت پیدا کر لیں تو یقیناً اللہ کے قانون کا فیصلہ یہی ہوگا کہ ہندو لیڈر اسلام قبول کر لیں، جیسے ترکوں نے قبول کر لیا تھا۔ کیونکہ عموم نبوت اور جناب رسول اللہ ﷺ کے صاحب ملت ہونے کے معنی یہی ہیں کہ ایسا نتیجہ پیدا ہو، جنگ انقلاب سورۃ قتال کی حکیمانہ انقلابی تفسیر حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ ص ۱۹۹ اسلام کی احیاء حضور ﷺ کی پیش گوئیاں خراسان کا علاقہ سے ہے غزو، ہند، طالبان کی تحریک۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی ہزار سالہ پیش گوئیاں وغیرہ۔۔۔ کا ظہور عنقریب ہے، صرف دیر ہماری طرف سے ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی نظام حکومت کی اہمیت کو اجاگر کریں اور اس کے احیاء کیلئے کام کریں۔

والسلام (فقیر) سید رسول شاہ کا کاخیل نقشبندی

علمأ ، خطبأ، طلبأ اور عام مسلمانوں کے لئے عظیم الشان

خوشخبری

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خطبات، وافادات کا عظیم الشان مجموعہ علم وحکمت

دعوات حق (مکمل دو جلدوں میں)

مرتبہ **مولانا سمیع الحق** مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ

نایاب ہونے کے بعد اب سہ بارہ شائع ہوگئی ہے۔ آج ہی حاصل کیجئے ورنہ اسکی نایابی پر ایک بار پھر افسوس کرنا پڑیگا

دعوات حق: ایک ایسا گنجینہ جسے اہل علم خطبأ واعظین اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور قومی وملی پریس نے سراہا۔ جو ہر خطیب، واعظ مقرر کے لئے پکی پکائی روٹی کا کام دیتا ہے جو رشد وہدایت احسان وسلوک کے متلاشیوں کیلئے شیخ کامل کا کام دیتا ہے۔ **دعوات حق:** دین شریعت اخلاق ومعاشرت علم وعمل عروج وزوال نبوت ورسالت شریعت وطریقت کے ہر ہر پہلو کو سمیٹے ہوئے ہے۔ **دعوات حق:** شیخ الحدیث محدث ومجاہد کبیر مولانا عبدالحقؒ کی عام فہم اور دردسوز میں ڈوبی ہوئی گفتگو اور خطابت کا ایسا مجموعہ ہے جو دلوں میں اتر کر یقین کو بیدار کر کے اصلاحی وایمانی انقلاب برپا کر دیتا ہے۔

☆ فضلأ، علمأ، طلبأ اور اہل مدارس کیلئے خاص رعایت

☆ صفحات جلد اول: ۶۷۲، قیمت ۲۱۰ روپے صفحات جلد دوم ۵۰۲، قیمت ۱۶۵

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ، پشاور

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

ڈاکٹر اینڈر یو کی حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات: گزشتہ دنوں ہالینڈ اور یورپ کے فلاحی ادارہ سالٹ (SALT) کے سربراہ ڈاکٹر اینڈر یو وان اور لاہور کے بشپ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت مولانا مدظلہ سے موجودہ حالات اور عالمی مسائل پر کھل کر گفتگو کی۔ اور مغرب اور اسلام کے درمیان جاری کشمکش کے حوالہ سے ایک اہم فکری نشست ہوئی۔ حضرت مولانا مدظلہ نے انہیں کھل کر عالم اسلام کے موقف سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر ان کے دیگر ساتھی بھی موجود تھے۔

پولینڈ کے صدر کے خصوصی ایلچی Zenon Kushiciak (زینن کوشچیک) اور سفیر Wieslawk Kusharch (ویزلاک کوشارچ) کی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات:
گزشتہ دنوں پولینڈ کے صدر مملکت کے خصوصی نمائندہ اور اسلام آباد میں ان کے سفیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور وہاں کے صدر مملکت کا خصوصی پیغام مولانا مدظلہ تک پہنچایا اس موقع پر باہمی تبادلہ خیال کیا گیا اور مولانا مدظلہ نے مدارس کے خلاف مغربی اندیشوں کا کھل کر دفاع کیا۔

دارالعلوم کے اساتذہ کرام کی حج سے واپسی: الحمدللہ حسب سابق اس سال بھی دارالعلوم حقانیہ سے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے والے اساتذہ کرام بخیر وعافیت وطن واپس پہنچ گئے ہیں۔ اور ان حضرات نے دیار حرمین میں دارالعلوم حقانیہ اس کے مخلصین اور اس کے اساتذہ کے لئے خصوصی دعائیں مانگی۔ نائب مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب مدظلہ اور ناظم تعلیمات مولانا وصال احمد صاحب اور استاد مولانا مفتی شیر عالم مدظلہم نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

دارالعلوم کی تعطیلات: عیدالاضحیٰ کے سلسلہ میں دارالعلوم کی پندرہ روزہ تعطیلات گزرنے کے بعد الحمدللہ دوبارہ مدرسہ کھل گیا ہے اور دارالعلوم کی تمام رونقیں دوبارہ بحال ہوگئیں ہیں۔ تمام درجات میں اسباق پورے ذوق و شوق سے جاری وساری ہیں۔

دارالعلوم کے مولانا مفتی مختاراللہ کے چچا کا انتقال: گزشتہ دنوں دارالعلوم کے جید مدرس اور مفتی مولانا مفتی مختاراللہ جہانگیروی کے چچا کفایت اللہ کا انتقال ہوا۔ مرحوم نیک اور خدا ترس انسان تھے۔ مرحوم کے نماز جنازہ میں دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء نے شرکت کی۔ قارئین سے مرحوم کے لئے رفع درجات کے لئے دعاوں کی اپیل ہے۔

ادارہ

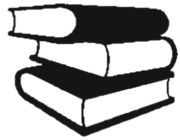

تعارف تبصرہ کتب

(ماہنامہ چشم بیدار کا ''زین المحافل شرح الشمائل ترمذی'' پر تبصرہ) مبصر: ملک احمد سرور

کتاب: زین المحافل شرح الشمائل ترمذی افادات: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا اصلاح الدین حقانی تحشیہ و تخریج: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

ضخامت: جلد اول ۵۳۲ ۔جلد دوم ۵۲۶ صفحات ۔کمپیوٹرائزڈ کتاب طباعت

قیمت: درج نہیں ناشر: موتمر المصنفین 'جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد

مولانا سمیع الحق صاحب محض ایک سیاسی لیڈر نہیں بلکہ عالمی شہرت کے حامل ایک عالم دین بھی ہیں' کئی بلند پایہ کتب کے مصنف ہیں' معروف جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے منتظم اعلیٰ اور ایک مدرس بھی ہیں ۔اپنے والد محترم حضرت مولانا عبد الحق مرحوم کی ہدایت پر انہوں نے جامعہ میں شمائل ترمذی کی تدریس شروع کی ۔مولانا اصلاح الدین حقانی جامعہ ہذا کے ایک ہونہار' محنتی اور ذکی طالب علم تھے اور شمائل ترمذی پڑھنے والے طلبہ میں شامل تھے۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق صاحب کے دروس کو آڈیو کیسٹ میں محفوظ کیا اور بعد میں زینت قرطاس بنایا۔ زیر تبصرہ کتاب مولانا سمیع الحق صاحب کے انہی دروس پر مشتمل ہے جو انہوں نے شمائل ترمذی پر دیئے۔کتاب کی اشاعت سے قبل مولانا مفتی مختار اللہ حقانی نے مسودہ کا بغور مطالعہ کیا' مفید حواشی لکھے اور امام ترمذیؒ کی شمائل ترمذی کی احادیث کی دوسری کتب احادیث سے تخریج کی۔

خالق کائنات نے حضرت محمد ﷺ کی ذات کو 'اسوہ حسنہ'' قرار دیا اور صحابہ کرامؓ نے آپ کی زندگی کے ہر فعال و عمل اور قول کو محفوظ کرنے کی پوری کوشش کی ۔کتب احادیث انہی کوششوں کا نتیجہ ہیں ۔اصحاب علم و کمال نے آپ کی حیات کے ہر پہلو کو موضوع بنا کر کتب تصنیف کیں ۔ان پہلوؤں میں ایک اہم پہلو حضور ﷺ کے شمائل اور خصائل کا ہے' اس میں نبی کریم کی ظاہری و باطنی سیرت و صورت کے متعلق بحث ہوتی ہے اور اس میں آنحضرت ﷺ کی چال ڈھال' نشست و برخاست' کھانے پینے' لباس وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے' علماء امت نے اس موضوع پر متعدد کتب تصنیف کی ہیں مگر امام ترمذیؒ کی شمائل ترمذی کو ممتاز مقام حاصل ہے اور یہ درس نظامی کے نصاب میں بھی شامل ہے' علماء اور محدثین نے حضورؐ کے شمائل و خصائل پر اسے ایک جامع کتاب قرار دیا ہے اور ہر دور میں مختلف زبانوں

میں اس کے تر جمے کئے گئے اور شرحیں لکھی گئیں۔ زیر نظر کتاب ان میں ایک نیا اور گراں قدر اضافہ ہے۔

مولانا سمیع الحق کا انداز تدریس عام فہم اور سلیس ہے' اسلئے دینی مدراس کے اساتذہ وطلبہ کیساتھ ساتھ دیگر افراد بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ہر مسلمان کے دل میں حضورﷺ کی محبت وعقیدت ہر چیز سے بڑھ کر ہوتی ہے اور یہ کتاب آپؐ کی سیرت وصورت کے متعلق ایمان افروز معلومات فراہم کر کے محبت وعقیدت میں مزید اضافہ کرتی ہے' کتاب کا مقدمہ مولانا اصلاح الدین حقانی صاحب نے لکھا ہے' یہ مقدمہ بذات خود تاریخ حدیث اور علم حدیث پر ایک جامع مقالہ ہے' مولانا مفتی مختار اللہ حقانی کا پیش لفظ بھی ایک علمی اور قیمتی باب کی حیثیت رکھتا ہے جس میں نبی کریمؐ کے مقام ورمرتبہ کے بارے میں متعدد غیر مسلم سکالرز کی آراء بھی لکھ دی گئی ہیں' دینی مدارس کے اساتذہ اور طلبہ کیلئے یہ کتاب کسی قیمتی تحفے سے کم نہیں اور ادارہ حقانیہ اس کی اشاعت پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

جلاء والفراسۃ شرح دیوان الحماسہ (عربی) مؤلف: مولانا فیض الرحمن حقانی

ضخامت: ۵۰۴ قیمت: ۲۵۰ روپے۔ (کتب خانوں اور مدارس کیلئے خصوصی رعایت ۔/۲۲۵)

ناشر: مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

دیوان حماسہ عربی ادب منظوم کی شہرہ آفاق کتاب ہے اور مدتوں سے مدارس میں متداول چلی آرہی ہے جس کی وجہ سے مدارس عربیہ کی ملک گیر تنظیم وفاق المدادرس العربیہ پاکستان نے اس اہم کتاب کو شامل نصاب کیا ہے' عربی ادب خواہ منظوم ہو یا منثور اس کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس لئے ہمارے اکابرین نے اس کی تعلیم اور تعلم کی طرف سے بھرپور توجہ دی ہے اس بارے میں ان کے خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ دار العلوم دیوبند کے استاذ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب قدس سرہ کا علمی دنیا میں بہت ارفع اور اعلیٰ مقام ہے۔ وہ جامع العلوم شخصیت کے مالک تھے۔ فقہ میں بھی وہ شیخ الفقہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لیکن آپ کی وجہ شہرت علم ادب میں کامل مہارت بنی' اور جب مطلق شیخ الادب ذکر کیا جائے یا شیخ الادباء ذکر کیا جائے تو اسی سے مراد آپ کی ذات والا صفات ہی ہوتی ہے۔ مقامات متنبی اور دیوان حماسہ پر آپ کی تحقیقات اور حواشی وتشریحات اس پر شاہد عدل ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ہمارے محترم دوست مولانا فیض الرحمان حقانی' مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تالیف کردہ دیوان حماسہ کی شرح مسمی بہ جلاء والفراسہ دیوان ابی تمام کے باب الحماسہ کی بہترین اور جامع عربی شرح ہے' جس کی چند خصوصیات اور امتیازات یہ ہیں۔

(ا) یہ ایک شرح بھی ہے اور جامع نسخہ بھی' کیونکہ مکمل حاشیہ اعزازیہ کو مرتب کر کے مرزوقی اور تبریزی سے اہم نکات اس پر مستزاد کئے گئے ہیں۔

(۲) ترتیب کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ ہر شعر کے تمام اجزاء کی لغوی صرفی اور نحوی تحقیق کر کے اکثر الفاظ کے لئے مورد استعمال قرآن وحدیث اور دیگر مستند اقوال عرب سے پیش کیا ہے۔

(۳) ہر شعر پر درست اعراب لگایا گیا ہے اور علم عروض کے اصول وضوابط کے مطابق لکھا گیا ہے۔

(۴) اگر کسی شعر میں ضرب المثل یا واقعہ کی طرف اشارہ ہو تو اس کو تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

(۵) تعارف شاعر اور غرض شاعر اور ہر شعر کا حاصل یعنی عربی اور اردو دونوں میں کیا گیا ہے۔

(۶) عبارت میں الاملاء والترقیم کا لحاظ کرتے ہوئے مشکل مقامات پر مکمل اعراب لگایا ہے۔

(۷) مکمل کتاب دو رنگ میں ہے اور ملوّن ہے شعر اور اس کے اساسی اجزاء سرخ رنگ میں اور باقی سیاہ ہے۔

(۸) کتاب اول سے لے کر آخر تک ایک ہی نہج پر ہے' ایسا نہیں کہ پہلے حصہ میں تشریح زیادہ ہو اور بعد میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہو۔ بلکہ کتاب کا آخری حصہ پہلے کی نسبت زیادہ مفصل ہے۔

کتاب کی ثقاہت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اکثر اکابرین نے اس اپنی وقیع تقریظات تحریر فرما کر اس کی مستند ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ ابتداء میں شاعر کے حالات و زندگی کے ساتھ ساتھ مولانا ولی خان مظفر کا ایک جامع بہترین اور وقیع مقدمہ بھی شامل اشاعت ہے جس نے کتاب کی افادیت اور اہمیت میں کافی اضافہ کیا ہے۔ فی زمانہ جبکہ طلباء مدارس دینیہ اپنی سہل انگاری اور تکاسل کی وجہ سے عربی شروح کی طرف توجہ نہیں دیتے اور عمومی طور پر اردو حواشی اور شروح پر اکتفا کرتے ہیں جو کہ بہت بڑا علمی نقصان ہے۔ مؤلف نے انتہائی آسان اور عام فہم انداز میں اشعار کی عربی زبان میں ایسی تشریح کی ہے کہ اس کے بعد اردو میں شرح وتفصیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ الغرض کتاب صوری اور معنوی ہر دو لحاظ سے انتہائی خوبصورت دیدہ زیب اور مفید ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس علمی سوغات سے علماء وطلباء استفادہ فرمادیں اور کلاس میں بطور نسخہ استعمال کریں تا کہ ایک ہی قیمت پر آپ کے ہاتھ میں جامع نسخہ اور عربی شرح اردو ترجمہ وتشریح موجود ہو۔

﴿ قارئین سے التماس ﴾

قارئین الحق کو مطلع کیا جاتا ہے کہ گرانی کاغذ اور طباعت کے ہوشربا اضافہ کے باعث ماہنامہ الحق کا سالانہ چندہ -/200 روپے کی بجائے آئندہ جنوری ۲۰۰۹ء سے -/250 روپے ہوگا۔ امید کی جاتی ہے کہ قارئین اس علمی ودینی اور ادبی مجلّہ کی سرپرستی حسب سابق جاری رکھیں گے۔

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

ہمدرد جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

رد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذیؒ	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲۔	دعواتِ حق ۔ (مکمل دو جلد)	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۱۱۹۲
۳۔	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۴۰۰
۴۔	عبادات وعبدیت	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۸۸
۵۔	مسئلہ خلافت وشہادت	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۱۰۴
۶۔	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	〃 〃 〃 〃 〃	۴۰۸
۷۔	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸۔	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۹۲
۹۔	کاروان آخرت (مجلد)	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	〃 〃 〃 〃 〃	۱۲۰۰
۱۱۔	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	〃 〃 〃 〃 〃	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۲۲۴
۱۳۔	قومی اور ملی مسائل پر جمعیت کا موقف	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	-
۱۴۔	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۵۶۰
۱۵۔	روسی الحاد	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۲۲۰
۱۶۔	فتاوی حقانیہ	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث ومفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷۔	خطبات حق	〃 〃 〃	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	نظام اکل وشرب	〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 〃	۴۵۰
۱۹۔	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	〃 〃 〃 〃 〃	۵۰۰
۲۰۔	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) جلد دو	مولانا اصلاح الدین	〃 〃 〃 〃 〃	۱۰۵۵
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	انوارِ حق (جلد اول)	حافظ سلمان الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مؤتمر المصنفین ○ جامعہ دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک